﴿......اِنَّ الفَضلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ﴾☆(آل عمران:۷۴) ﴿......عَسٰی اَنْ یَبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَاماً مَحْمُوْداً﴾ (بنی اِسرائیل:۸۰)

هفت روزه

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد۶ جمعۃ المبارک ۸/اکتوبر ۱۹۹۹ء شمارہ ۴۱

۲۷/جمادی الثانی ۱۴۲۰ ہجری ☆ ۸/اخاء ۱۳۷۸ ہجری شمسی

دعا اور صدقه

حضرت حسنؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:-

"اپنے مریضوں کا علاج صدقہ و خیرات سے کرو اور بلاؤں کے طوفان کا دعا اور تضرّع سے مقابلہ کرو"۔

(الترغیب و الترهیب کتاب الصدقات باب الترغیب فی اداء الزکوٰۃ)

اخلاق ہی کے زور سے انشاء اللہ آپ نے دنیا فتح کرنی ہے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاکیزہ اخلاق اور آپؑ کی سیرت طیبہ کے مختلف پہلوؤں کا تذکرہ

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقدس اصحاب حضرت عزیز دین صاحبؓ، حضرت خلیفہ نورالدین صاحب جمونیؓ، حضرت میاں خیرالدین صاحب سیکھوانیؓ، حضرت حافظ محمد شفیع صاحبؓ، حضرت ملک غلام حسین صاحبؓ، حضرت میاں عبدالعزیز صاحب مغلؓ، حضرت شیخ عطاء اللہ صاحبؓ نومسلم، حضرت شیخ زین العابدین صاحبؓ اور حضرت بھائی عبدالرحیم صاحب قادیانیؓ کے مختصر تعارف کے ساتھ

اُن کی بیان کردہ بعض دلچسپ اور ایمان افروز روایات

[سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفة المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے جلسہ سالانہ برطانیہ کے تیسرے روز اختتامی خطاب کا خلاصہ]

(قسط نمبر اول)

اسلام آباد۔ ٹلفورڈ (یکم اگست ۱۹۹۹ء) آج بعد دوپہر جلسہ سالانہ برطانیہ کے اختتامی اجلاس کی کارروائی سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے کرسئ صدارت پر رونق افروز ہونے پر تلاوت قرآن کریم سے شروع ہوئی جو مکرم فیروز عالم صاحب مبلغ سلسلہ نے کی اور اس کا اردو ترجمہ مکرم عطاء المجیب راشد صاحب نے پڑھا۔ بعد ازاں عزیزم طارق احمد طاہر نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے منظوم کلام کے منتخب اشعار خوش الحانی سے پڑھ کر سنائے۔ پھر آنریبل ٹونی کولین ممبر آف پارلیمنٹ نے جناب وزیراعظم برطانیہ ٹونی بلیئر صاحب کا جلسہ سالانہ کے موقع پر خصوصی پیغام پڑھ کر سنایا جس کا اردو ترجمہ مکرم ڈاکٹر افتخار احمد ایاز صاحب امیر جماعت احمدیہ برطانیہ نے پیش کیا۔ اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ کے اختتامی خطاب کا آغاز ہوا:

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ آج کے اختتامی اجلاس میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرۃ طیبہ کا مضمون بیان ہوگا جو گزشتہ سیرت کے مضامین کی عام روش سے ہٹ کر ہے۔ اس کا خیال مجھے اس وقت پیدا ہوا جب میں نے رجسٹر روایات جو پندرہ رجسٹرز پر مشتمل ہے شروع سے آخر تک پڑھا اور یہ محسوس کیا کہ صحابہ کرام کی جو بے لاگ روایتیں ہیں ان میں زبان کی کچھ ظاہری خامیاں تو ہوں گی مگر جذبات اور خلوص کی کوئی خامی نہیں۔ کیوں نہ صحابہؓ ہی کے الفاظ میں جس طرح آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دیکھا جب قادیان کو پایا جبکہ اس ماحول سے متاثر ہوئے وہی کچھ بیان کیا جائے۔ جب یہ کام شروع کیا تو اتنا لمبا ہو گیا کہ ہو سکتا تھا کہ آئندہ دو تین جلسوں پر محیط ہو۔ پھر اختصار کی سوجھی اور اختصار کی کوششوں میں جو بار بار کی گئیں مشکل یہ درپیش آتی تھی کہ جب صحابہ کے فقروں کو چھوٹا کرنے کے لئے بیچ میں سے کچھ فقروں کو ہٹا دیا جاتا تھا تو اگلے فقروں سے جوڑ کے لئے کچھ اپنے الفاظ لازماً داخل کرنے پڑتے تھے۔ پس اس مجبوری کے تحت کم سے کم الفاظ اپنے استعمال کئے گئے ہیں تاکہ گفتگو کا تسلسل جاری رہے اور یہ جوڑ قائم ہو جائے۔ ورنہ تمام تر روایات صحابہؓ ہی کی ہیں سوائے اس پیوند لگانے والے حصہ کے باقی سب الفاظ عملاً صحابہؓ ہی کے قلم سے لکھے ہوئے ہیں یا ان کے منہ سے بیان کردہ ہیں۔

اس مختصر تشریح کے بعد میں حضرت عزیز دین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابن شیخ رکن الدین صاحب سکنہ قصبہ پٹی ضلع لاہور کا پہلے تعارف اور پھر روایت بیان کرتا ہوں۔

باقی اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں

توکّل بہت گہرا اور وسیع مضمون ہے اور نظام کائنات میں پھیلا پڑا ہے

خدا تعالیٰ پر بھروسہ کے یہ معنے نہیں ہیں کہ انسان تدبیر کو ہاتھ سے چھوڑ دے بلکہ یہ معنے ہیں کہ تدبیر پوری کر کے پھر انجام کو خدا تعالیٰ پر چھوڑ دے۔

(خلاصہ خطبہ جمعہ ۲۴/ستمبر ۱۹۹۹ء)

لندن (۲۴/ستمبر) سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج خطبہ جمعہ مسجد فضل لندن میں ارشاد فرمایا۔ تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ یونس آیت ۸۵ و ۸۶ کی تلاوت کی اور ان کا ترجمہ پیش کرنے کے بعد توکّل کے موضوع پر

باقی صفحہ نمبر ۱۳ پر ملاحظہ فرمائیں

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کی صحت کے متعلق اطلاع

لندن (۲۷/ستمبر) سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق مکرم پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کی اطلاع کے مطابق:-

"حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طبیعت معمولی اتار چڑھاؤ کے ساتھ بالعموم بہتری کی طرف بڑھ رہی ہے۔ الحمد للہ"

احباب جماعت حسب سابق دعائیں جاری رکھیں کہ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے حضور کو جلد کامل صحت و تندرستی عطا فرمائے۔ آمین

بقیہ:- خطاب جلسہ سالانہ......از صفحہ اول

حضرت عزیز دین صاحبؓ

ابن شیخ رکن الدین صاحبؓ سکنہ قصبہ پٹی ضلع لاہور

تعارف:- آپ کا سنِ ولادت اندازاً ۱۸۵۷ء بیان کیا جاتا ہے۔ آپ نے جب لوگوں سے یہ سنا کہ قادیان میں ایک شخص اپنے آپ کو مجدد کہتا اور غیب کی خبریں بتاتا ہے تو ۱۸۸۹ء میں جبکہ آپ کی عمر ۳۲ سال تھی، قادیان گئے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا چہرہ دیکھ کر ایمان لے آئے مگر بیعت ۱۸۹۲ء میں کی۔ قادیان میں قیام کے دوران آپؓ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بڑ کے ایک درخت کے نیچے کھڑے ہو کر فرمایا "میں اس جگہ بڑے بڑے محل اور مکانات دیکھتا ہوں اور کئی سیٹھ بڑے بڑے پیٹ والے جواہرات اور موتی آگے رکھے ہوئے بازاروں میں اپنی دکانوں پر بیٹھے ہوئے ہیں اور یہ شہر بیاس تک معلوم ہوتا ہے"۔ اس لئے انتظار کی بات ہے یقیناً یہ پیشگوئی ظاہری طور پر بھی پوری ہوگی۔ سیٹھوں سے تو ہمیں کوئی دلچسپی نہیں مگر بیاس تک قادیان کے پھیل جانے میں ضرور دلچسپی ہے۔ خدا کرے کہ جلد ایسا ہو۔

روایت:- آپ بیان کرتے ہیں:- "ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت صاحب نے بیعت کا اعلان کر دیا تھا۔ میں بٹالہ جو آیا تو مولوی محمد حسین بازار میں قصاب کی دکان پر گوشت لے رہا تھا۔ مجھے دیکھ کر بہت خوش ہوا۔ اور ایک پاؤ بھر گوشت اور بھی لے لیا۔ جا کر نمازیں پڑھیں۔ شام کے بعد کہنے لگا کہ آپ کہاں جائیں گے۔ (یہ بات قابل ذکر ہے کہ مولوی محمد حسین صاحب پر مجھ کو بڑا اعتقاد تھا۔ جب یہ ہماری طرف جایا کرتے تھے تو میں ان کی بڑی خدمت کیا کرتا تھا۔ ان کے لئے گھی کے ٹین مہیا کر کے دیا کرتا تھا اور ہمارے علاقہ کا چودھری ماجھی خان چونکہ ایک بہت بڑا رئیس تھا وہ مولوی صاحب کی بہت ہی خدمت کیا کرتا تھا۔) میں نے کہا کہ قادیان جاؤں گا کہنے لگا۔ خبردار بالکل ہرگز وہاں نہ جانا۔ وہاں تو ایک دکانداری بنی ہوئی ہے۔ میں نے کہا خواہ دکانداری بنی ہوئی ہے لیکن میں نے ضرور جانا ہے۔ آپ کوئی فکر نہ کریں۔ کہنے لگا۔ اگر تم جاؤ گے تو بیعت میں شامل نہ ہو جانا کیونکہ اس میں بہت نقصان ہے۔ میں نے کہا بہت اچھا مگر میں جاتا ضرور ہوں۔ کہنے لگا کہ کوئی چیز نہ کھانا۔ میں نے کہا۔ بہت اچھا، دو روٹیاں مجھ کو پراٹھے پکا دیویں اور میں وہاں اگر دو دن یا ایک دن بھی رہوں تو انہیں پر گزارہ کر لوں گا۔ انہوں نے اور گوشت منگوالیا اور قیمہ وغیرہ کر کے دو پراٹھے بہت عمدہ پکا کر ان میں قیمہ رکھ کر دیا۔ رات بھر مجھے بہت تبلیغ کرتے رہے کہ آپ نہ جائیں۔ مگر چونکہ میں نے نہ مانا اس لئے سویرے روٹی کھا کر چل پڑا۔ بوچڑ خانے تک جو سڑک پر واقع ہے۔ میرے ساتھ آئے اور کہتے رہے کہ آنکھ میں آنکھ نہ ملانا۔ میں نے کہا۔ میں آنکھ نیچے رکھوں گا۔ لیکن پھر میں نے کہا۔ اگر اس بات میں وہ کامیاب ہو جاتے ہیں تو یہ بھی تو ایک معجزہ ہوگا کہ میں زبردستی آنکھ نیچے رکھے ہوئے ہوں اور ان کے اثر سے میں آنکھ ملا لیتا ہوں۔ کہنے لگا کہ ان باتوں کو چھوڑ دو مگر تم نے خبردار رہنا۔ آخر السلام علیکم کہہ کر واپس ہوئے اور میں وہاں سے چل پڑا۔ جب نہر پر پہنچا تو مجھے بھوک لگی۔ میں نے ایک پراٹھا کھا لیا باقی باندھ لیا۔ جب قادیان میں پہنچا اور حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا تو یہ سارا ماجرا بیان کیا۔ آپ ہنس پڑے اور مسکرا کر فرمایا کہ اچھا کچھ بات نہیں۔ اس وقت حضرت صاحب کئی دفعہ مسجد میں ہی کھانا منگوایا کرتے تھے۔ میں نے بھی کھانا کھایا۔

دوسرے دن میں نے بیعت کر لی کیونکہ میرا دل رہ نہ سکا۔ پھر دو چار دن کے بعد میں واپس ہو کر شام کے وقت مولوی محمد حسین سے جا ملا۔ انہوں نے کہا سناؤ کیا بات ہے۔ میں نے کہا کہ مولوی صاحب میں جھوٹ نہیں بولتا۔ میں نے تو بیعت کر لی ہے۔ کہنے لگے یہ تو تم نے اپنی جان پر ظلم کیا۔ میں نے کہا کہ مولوی عبداللہ صاحب غزنوی کی بھی لوگ بیعت کرتے ہیں۔ ان کو تو کسی نے منع نہیں کیا اور لکھو کے والے حافظ صاحب ہیں۔ ان کی بھی لوگ بیعت کرتے ہیں۔ آخر حرج کیا ہے کہ مرزا صاحب کی بیعت کر لی جائے۔ کہنے لگا کہ میں اب فتوے کا انتظام کرتا ہوں۔ چنانچہ ایک دن مولوی محمد حسین مسجد چینیاں والی لاہور میں گیا اور وہاں سے بھی فتوے پر دستخط کروائے۔ جب لکھو کے میں گیا تو وہاں حافظ محمد صاحب تھے۔ ان سے کہا کہ آپ بھی اس فتوے پر دستخط کر دیں۔ وہ کہنے لگا کہ تم تو جوان ہو اور میں بوڑھا ہوں۔ قبر میں پاؤں لٹکائے ہوئے ہیں۔ مجھ کو توبہ کرنے کا موقعہ نہیں ملے گا اس لئے میں دستخط نہیں کرتا۔ وہاں سے مایوس ہو کر آ گیا اور کسی کو نہ بتایا"۔

(روایات صحابہ رجسٹر نمبر ۱۱۔ صفحہ ۲۱۶ تا ۲۱۸)

روایت حضرت خلیفہ نور الدین صاحب جمونیؓ

ولد معظم الدین صاحب سکنہ جلال پور جٹاں ضلع گجرات۔

تعارف:- آپ ۱۸۵۲ء میں پیدا ہوئے۔ حضرت مسیح موعودؑ کے اوّلین صحابہ میں سے تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے شاگرد تھے اور دس بارہ سال تک آپؓ کی شاگردی میں رہے۔ حضرت مسیح موعودؑ جب سفر دہلی سے واپس قادیان تشریف لائے تو آپؓ نے بیعت کی۔

آپؓ فرماتے ہیں: حضرت مسیح موعود کے دعویٰ پر حضرت مولوی نورالدین صاحب نے تو فی الفور بیعت کر لی لیکن مجھ سے کہا کہ آپ فی الحال بیعت نہ کریں بلکہ عبدالواحد کو سمجھائیں کیونکہ رشتہ داری کے تعلق کے باعث تو وہ مجھ سے کھل کر بات نہیں کرتا۔ اگر آپ نے بیعت کر لی تو پھر آپ سے بھی نہ سمجھ سکے گا۔

میں مولوی عبدالواحد صاحب غزنوی کو ایک سال تک سمجھاتا رہا۔ انہوں نے ایک بار مجھ سے کہا کہ مرزا صاحب پر علماء نے کفر کے فتوے لگائے ہیں۔ میں نے کہا کہ تمہارے باپ پر بھی تو مولویوں نے کفر کا فتویٰ لگایا تھا۔ اس کے بعد انہوں نے ایک مولوی صاحب (غالباً مولوی محمد لکھو کے والے) کے متعلق کہا کہ اسے بھی الہام ہوتا ہے۔ اس سے لکھ کر پوچھتا ہوں کہ مرزا صاحب کے دعویٰ کے متعلق خدا کا کیا حکم ہے؟ ایک ماہ بعد اس مولوی صاحب کا یہ جواب آیا۔ میں نے دعا کی تھی خدا کی طرف سے جواب ملا ہے کہ "مرزا صاحب کافر"۔ میں بھدرواہ کام پر گیا ہوا تھا۔ جب جموں واپس آیا تو مجھے یہ خط دکھلایا گیا۔ میں نے کہا کہ الہام کرنے والا خدا نعوذ باللہ کوئی بڑا ڈرپوک خدا ہے جو مرزا صاحب کو کافر بھی کہتا ہے اور ساتھ "صاحب" بھی بولتا ہے۔ (رجسٹر روایات نمبر ۱۲ صفحہ نمبر ۶۶)

ان کی اولاد دنیا میں بہت پھیلی ہوئی ہے۔ خلیفہ عبدالعزیز صاحب ہیں جو اِن کے پوتے ہیں اس وقت جماعت کینیڈا کے ایڈیشنل امیر ہیں۔ ساری اولاد ہی خدا کے فضل سے مخلص ہے اور اپنے اپنے رنگ میں خدمتِ دین سرانجام دے رہی ہے۔

حضرت میاں خیر الدین صاحبؓ سیکھوانی

تعارف:- آپ کا سن ولادت اندازاً ۱۸۶۹ء ہے۔ ۲۳ر نومبر ۱۸۸۹ء کو بیعت کی سعادت حاصل کی۔ آپ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ان اوّلین صحابہ میں سے تھے جن کو بیعت اولیٰ سے بھی پہلے حضورؑ سے عقیدت تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آئینہ کمالات اسلام میں آپ کا نام جلسہ سالانہ اٹھارہ سو بانوے میں شامل ہونے والے صحابہ میں ایک سو اٹھانویں نمبر پر اور "ضمیمہ انجام آتھم" میں تین سو تیرہ کبار صحابہ کی فہرست میں اکتیسویں نمبر پر درج فرمایا۔ مینارۃ المسیح کے لئے قربانی کرنے والے خوش نصیبوں میں آپؓ کا نام بھی مینارۃ المسیح پر کندہ ہے۔

تقسیم ملک کے بعد آپؓ قادیان سے ہجرت کر کے جہلم شہر میں آباد ہوئے جہاں ریل گاڑی کے ایک حادثہ میں سترہ مارچ انیس سو انچاس (1949) کو بعمر اسّی سال آپ کی وفات ہوئی۔

حضرت مولوی قمر الدین صاحب صدر اوّل مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ آپؓ ہی کے بیٹے تھے۔ آگے ان کی اولاد میں خواجہ رشید الدین صاحب قمر، خواجہ منیر الدین صاحب قمر، خواجہ بشیر الدین صاحب قمر لندن میں آباد ہیں اور خواجہ صفی الدین صاحب انسپکٹر بیت المال صدر انجمن احمدیہ اور خواجہ نعیم الدین صاحب ربوہ میں ہیں۔ تین بیٹیاں بھی اللہ کے فضل سے شادی شدہ ہیں۔

روایات:- ایک دفعہ کا ذکر ہے جبکہ حضور نے ابھی دعویٰ نہیں کیا تھا۔ ایک دن حضور سیر کو چلے جا رہے تھے کہ راستہ میں ایک شخص بکریاں چرا رہا تھا۔ اس کے ساتھ اُس کا بیٹا بھی تھا اور وہ ننگے پاؤں تھا۔ حضور نے اس کی طرف دیکھ کر فرمایا میاں! تم ننگے پاؤں پھر رہے ہو، تم کو کانٹے نہیں چبھتے۔ اُس نے عرض کی۔ حضور میرے پاس جوتی نہیں ہے اور باپ میرا غریب ہے، وہ خرید نہیں سکتا۔ حضور نے ایک جوتی کا پاؤں اتارا اور فرمایا کہ پہنو۔ اُس نے معذرت کی مگر حضور نے نہ مانی اور کہا پہنو۔ اُس نے ایک پاؤں پہن لیا۔ حضور نے فرمایا ہاں ٹھیک ہے اور دوسرا اُتار کر فرمایا اس کو بھی پہنو۔ اُس نے وہ بھی پہن لیا۔ اس پر حضور بہت خوش ہوئے اور فرمایا بس ٹھیک ہے۔ چنانچہ آپ ننگے پاؤں واپس گھر تشریف لے آئے۔

(رجسٹر روایات نمبر ۱۴۔ روایت ۱۰۱۔ صفحہ ۳۴)

اللھم صلی علی محمد و ال محمد.

ایک دوسری روایت میں بیان فرماتے ہیں:- ایک دفعہ حضور علیہ السلام نے مباحثات و مناظرات حکماً بند کر دیئے۔ اُن دنوں مولوی اللہ دتا و علی محمد سوہلوی و عبد السبحان ساکن سانیاں وغیرہ یکایک موضع ہرسیاں میں آگئے۔ اُس وقت بھائی فضل محمد صاحب والد مولوی عبدالغفور صاحب مبلغ و منشی نور محمد صاحب وغیرہ ہرسیاں والے احمدی برادران نے مولوی فتح الدین صاحب کو دھرم کوٹ سے بُلا لیا۔ اور سیکھواں میں ہماری طرف بھی بلانے کے لئے آدمی آگیا۔ چونکہ حضور نے مناظرات وغیرہ حکماً بند کر دیئے تھے اسلئے میں اور میرے بھائی امام دین صاحب ہرسیاں روانہ ہو گئے اور اپنے بڑے بھائی جمال الدین مرحوم کو حضور علیہ السلام کی خدمت مبارک میں روانہ کر دیا برائے حصول اجازت مناظرہ۔ اور وہاں جا کر مع احمدی دوستوں کے ہم حضور کی اجازت کا انتظار کرنے لگے۔ اُدھر فریق مخالف نے آسمان سر پر اُٹھایا ہوا تھا اور بہت سے پیغام بھیج رہے تھے کہ جلدی ہمارے ساتھ مناظرہ کر لیں۔ لیکن ہم نے جواب دیا کہ جب تک قادیان سے اجازت نہ آوے ہم قطعاً مناظرہ نہیں کریں گے۔ اسپر مخالفین نے خوشی کے ترانے گانے شروع کر دیئے۔ اور وہاں کا نمبرداران (مخالفوں) کی طرف سے آیا اور مجھے الگ لے جا کر کہنے لگا کہ اگر آپ میں طاقت نہیں ہے مباحثہ کی تو آپ مجھے کہہ دیں میں ان کو یہاں سے روانہ کر دیتا ہوں۔ میں نے کہا کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے ہم میں مباحثہ کرنے کی طاقت ہے اور فریق مخالف ہماری طاقت کو جانتا ہے لیکن ہم اپنے پیشوا کے حکم کے تابع ہیں۔ قادیان ہمارا آدمی حصول اجازت مباحثہ کے لئے گیا ہوا ہے۔ ہم منتظر ہیں۔ اگر اجازت آگئی تو مناظرہ کر لیں گے ورنہ نہیں۔ پھر جو دل چاہے قیاس کر لینا تھوڑی دیر کے بعد میرے بھائی جمال الدین صاحب آگئے اور کہا کہ حضور نے اجازت نہیں دی۔ جب مخالفین کو علم ہو گیا کہ مباحثہ نہیں ہوگا تب ان میں طوفان بے تمیزی برپا ہوا اور جو کچھ ان سے ہو سکتا تھا بکواس کیا، تمسخر اڑایا، استہزا کی کوئی حد نہ رہی۔ چھوٹے چھوٹے بچے بھی خوشی کے شادیانے گاتے تھے اور ہم خاموش تھے۔ فریق مخالف بظاہر فتح و کامیابی کی حالت۔ اور ہم ناکامی اور شکست کی حالت میں ہرسیاں سے نکلے۔ لیکن خدا تعالیٰ کی قدرت کا عجیب

بقیہ صفحہ ۸ پر ملاحظہ فرمائیں

"شیخ عجم"

حضرت صاحبزادہ سید محمد عبداللطیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ

شہید افغانستان

کے سوانح حیات (۱۸۵۳ء - ۱۹۰۳ء)

(سید میر مسعود احمد۔ربوہ)

بارھویں اور آخری قسط

حضرت صاحبزادہ سید محمد عبداللطیف کے بارہ میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات

"شاہزادہ عبداللطیف کیلئے جو شہادت مقدر تھی وہ ہو چکی اب ظالم کا پاداش باقی ہے...... افسوس کہ یہ امیر زیر آیت "مَنْ يَقْتُلْ مُؤمِناً مُتَعَمِّدًا "داخل ہو گیا اور ایک ذرہ خدا تعالیٰ کا خوف نہ کیا۔ اور مومن بھی ایسا مومن کہ اگر کابل کی تمام سرزمین میں اس کی نظیر تلاش کی جائے تو تلاش کرنا لاحاصل ہے۔ ایسے لوگ اکسیر احمر کے حکم میں ہیں جو صدق دل سے ایمان اور حق کے لئے جان بھی فدا کرتے ہیں اور زن و فرزند کی کچھ بھی پرواہ نہیں کرتے۔

اے عبداللطیف! تیرے پر ہزاروں رحمتیں کہ تو نے میری زندگی میں ہی اپنے صدق کا نمونہ دکھایا اور جو لوگ میری جماعت میں سے میری موت کے بعد رہیں گے میں نہیں جانتا کہ وہ کیا کام کریں گے"۔

(تذکرۃ الشہادتین۔ روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۶۰ مطبوعہ لندن)

"شہید مرحوم نے مر کر میری جماعت کو ایک نمونہ دیا ہے اور در حقیقت میری جماعت ایک بڑے نمونہ کی محتاج تھی۔ اب تک ان میں سے ایسے بھی پائے جاتے ہیں کہ جو شخص ان میں سے ادنیٰ خدمت بجا لاتا ہے وہ خیال کرتا ہے کہ اس نے بڑا کام کیا ہے اور قریب ہے کہ وہ میرے پر احسان رکھے۔ حالانکہ خدا کا اس پر احسان ہے کہ اس خدمت کے لئے اس نے اس کو توفیق دی۔ بعض ایسے ہیں کہ وہ پورے زور اور پورے صدق سے اس طرف نہیں آئے اور جس قوتِ ایمان اور انتہا درجہ کے صدق و صفا کا وہ دعویٰ کرتے ہیں آخر تک اس پر قائم نہیں رہ سکتے اور دنیا کی محبت کے لئے دین کو کھو دیتے ہیں اور کسی ادنیٰ امتحان کی بھی برداشت نہیں کر سکتے۔ خدا کے سلسلہ میں بھی داخل ہو کر ان کی دنیاداری کم نہیں ہوتی۔

لیکن خدا تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ ایسے بھی ہیں کہ وہ سچے دل سے ایمان لائے اور سچے دل سے اس طرف کو اختیار کیا اور اس راہ کے لئے ہر ایک دکھ اٹھانے کے لئے تیار ہیں۔ لیکن جس نمونہ کو اس جوانمرد نے ظاہر کر دیا اب تک وہ قوتیں اس جماعت کی مخفی ہیں۔

خدا سب کو وہ ایمان سکھا دے اور وہ استقامت بخشے جس کا اس شہید مرحوم نے نمونہ پیش کیا ہے۔ یہ دنیوی زندگی جو شیطانی حملوں کے ساتھ ملی ہوئی ہے کامل انسان بننے سے روکتی ہے اور اس سلسلہ میں بہت داخل ہونگے مگر افسوس کہ تھوڑے ہیں کہ یہ نمونہ دکھائیں گے۔

(تذکرۃ الشہادتین۔ روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۵۷۔۵۸۔ مطبوعہ لندن)

"جب میں اس استقامت اور جانفشانی کو دیکھتا ہوں جو صاحبزادہ مولوی محمد عبداللطیف مرحوم سے ظہور میں آئی تو مجھے اپنی جماعت کی نسبت بہت امید بڑھ جاتی ہے۔ کیونکہ جس خدا نے بعض افراد اس جماعت کو یہ توفیق دی کہ نہ صرف مال بلکہ جان بھی اس راہ میں قربان کر گئے۔ اس سے خدا کا صریح یہ منشاء معلوم ہوتا ہے کہ وہ بہت سے ایسے افراد اس جماعت میں پیدا کرے جو صاحبزادہ مولوی عبداللطیف کی روح رکھتے ہوں اور ان کی روحانیت کا ایک نیا پودہ ہوں"۔

(تذکرۃ الشہادتین۔ روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۷۵۔ مطبوعہ لندن)

"براہین احمدیہ کے صفحہ پانچ سو دس اور صفحہ پانچ سو گیارہ میں یہ پیشگوئیاں ہیں۔ "و ان لم يعصمك الناس يعصمك الله من عنده يعصمك الله من عنده و ان لم يعصمك الناس شاتان تذبحان و كلّ من عليها فان. ولاتهنوا ولا تحزنوا. اليس الله بكافٍ عبده. الم تعلم ان اللّٰه علىٰ كلّ شيءٍ قدير. و جئنا بك علىٰ هؤلاء شهيدا. و فى اللّٰه اجرك. و يرضىٰ عنك ربّك. و يتم اسمك و عسىٰ ان تحبوا شيئا و هو شرلكم. و عسى ان تكرهوا شيئا و هو خيرلكم و اللّٰه يعلم و انتم لاتعلمون.

ترجمہ:- اگرچہ لوگ تجھے قتل ہونے سے نہ بچائیں لیکن خدا تجھے بچائے گا۔ خدا تجھے ضرور قتل ہونے سے بچائے گا۔ اگرچہ لوگ نہ بچائیں۔

یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ لوگ تیرے قتل کے لئے سعی اور کوشش کریں گے خواہ اپنے طور سے اور خواہ گورنمنٹ کو دھوکہ دے کر۔ مگر خدا ان کو ان کی تدبیروں میں نامراد رکھے گا......

خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگرچہ میں تجھے قتل سے بچاؤں گا مگر تیری جماعت میں سے دو بکریاں ذبح کی جائیں گی۔ ہر ایک جو زمین پر ہے آخر فنا ہوگا۔ یعنی بے گناہ اور معصوم ہونے کی حالت میں قتل کی جائیں گی۔ یہ خدا تعالیٰ کی کتابوں میں محاورہ ہے کہ بے گناہ اور معصوم کو بکرے یا بکری سے تشبیہ دی جاتی ہے...... یہ پیشگوئی شہید مرحوم مولوی محمد عبداللطیف اور ان کے شاگرد عبدالرحمٰن کے بارہ میں ہے...... بکری کی صفتوں میں سے ایک دودھ دینا ہے اور ایک اس کا گوشت ہے جو کھایا جاتا ہے۔ یہ دونوں بکری کی صفتیں مولوی عبداللطیف صاحب مرحوم کی شہادت سے پوری ہوئیں کیونکہ مولوی صاحب موصوف نے مباحثہ کے وقت انواع اقسام کے معارف اور حقائق بیان کر کے مخالفوں کو دودھ دیا۔ گو بد قسمت مخالفوں نے وہ دودھ نہ پیا اور پھینک دیا اور پھر شہید مرحوم نے اپنی جان کی قربانی سے اپنا گوشت دیا اور خون بہایا تا مخالف اس گوشت کو کھاویں اور اس خون کو پیویں یعنی محبت کے رنگ میں۔ اوز اس طرح اس پاک قربانی سے فائدہ اٹھاویں اور سوچ لیں کہ جس مذہب اور جس عقیدہ پر وہ قائم ہیں اور جس پر ان کے باپ دادے مر گئے کیا ایسی قربانی کبھی انہوں نے کی؟ کیا ایسا صدق اور اخلاص کبھی کسی نے دکھلایا؟ کیا ممکن ہے کہ جب تک انسان یقین سے بھر کر خدا کو نہ دیکھے وہ ایسی قربانی دے سکے؟ بے شک ایسا خون اور ایسا گوشت ہمیشہ حق کے طالبوں کو اپنی طرف دعوت کرتا رہے گا جب تک کہ وہ دنیا ختم ہو جاوے...... اور چونکہ خدا تعالیٰ جانتا تھا کہ اس راقم اور اس کی جماعت پر اس ناحق کے خون سے بہت صدمہ گزرے گا اس لئے اس وحی کے مابعد آنے والے فقروں میں تسلی اور عزا پرسی کے رنگ میں کلام نازل فرمایا جو ابھی عربی میں لکھ چکا ہوں۔ جس کا ترجمہ یہ ہے کہ اس مصیبت اور اس سخت صدمہ سے تم غمگین اور اداس مت ہو کیونکہ اگر دو آدمی تم میں سے مارے گئے تو خدا تمہارے ساتھ ہے۔ وہ دو کے عوض ایک قوم تمہارے پاس لائے گا اور وہ اپنے بندہ کے لئے کافی ہے۔ کیا تم نہیں جانتے کہ خدا ہر ایک چیز پر قادر ہے اور یہ لوگ جو ان دو مظلوموں کو شہید کریں گے ہم تجھ کو ان پر قیامت میں گواہ لائیں گے اور کہ کس گناہ سے انہوں نے شہید کیا تھا۔ اور خدا تیرا اجر دے گا اور تجھ سے راضی ہو گا اور تیرے نام کو پورا کرے گا یعنی احمد کے نام کو۔ جس کے یہ معنے ہیں کہ خدا کی بہت تعریف کرنے والا۔ اور وہی شخص خدا کی بہت تعریف کرتا ہے جس پر خدا کے انعام اکرام بہت نازل ہوتے ہیں۔ پس مطلب یہ ہے کہ خدا تجھ پر انعام اکرام کی بارش کرے گا۔ اس لئے تو سب سے زیادہ اس کا ثناخواں ہو گا۔ تب تیرا نام جو احمد ہے پورا ہو جائے گا۔

پھر بعد اس کے فرمایا کہ ان شہیدوں کے مارے جانے سے غم مت کرو۔ ان کی شہادت میں حکمت الٰہی ہے اور بہت باتیں ہیں جو تم چاہتے ہو کہ وہ وقوع میں آویں حالانکہ ان کا واقع ہونا تمہارے لئے اچھا نہیں ہوتا اور بہت امور ہیں جو تم چاہتے ہو کہ واقع نہ ہوں حالانکہ ان کا واقع ہونا تمہارے لئے اچھا ہوتا ہے اور خدا خوب جانتا ہے کہ تمہارے لئے کیا بہتر ہے مگر تم نہیں جانتے۔

اس تمام وحی الٰہی میں یہ سمجھایا گیا ہے کہ صاحبزادہ مولوی عبداللطیف مرحوم کا اس بے رحمی سے مارا جانا اگرچہ ایسا امر ہے کہ اس کے سننے سے کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ وَمَا رَأَيْنَا ظُلْمًا اَغْيَظَ مِنْ هٰذَا ۔ لیکن اس خون میں بہت برکات ہیں کہ بعد میں ظاہر ہوں گے۔

(تذکرۃ الشہادتین۔ روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۶۹ تا ۷۴۔ مطبوعہ لندن)

"مولوی عبداللطیف صاحب شہید مرحوم کا نمونہ دیکھ لو کہ کس صبر اور استقلال سے انہوں نے جان دی ہے۔ ایک شخص کو بار بار جان جانے کا خوف دلایا جاتا ہے اور اس سے بچنے کی امید دلائی جاتی ہے کہ اگر تو اپنے اعتقاد سے بظاہر توبہ کردے تو تیری جان نہ لی جاوے گی مگر انہوں نے موت کو قبول کیا اور حق سے روگردانی پسند نہ کی۔ اب دیکھو اور سوچو کہ اسے کیا کیا تسلی اور اطمینان خدا تعالیٰ کی طرف سے ملتا ہوگا کہ وہ اس طرح پر دنیا ومافیہا پر دیدہ دانستہ لات مارتا ہے اور موت کو اختیار کرتا ہے۔ اگر وہ ذرا بھی توبہ کرتے تو خدا جانے کیا کچھ اس کی عزت کرنی تھی۔ مگر انہوں نے خدا کے لئے تمام عزتوں کو خاک میں ملایا اور جان دینی قبول کی۔ کیا یہ حیرت کی بات نہیں کہ آخر دم تک اور سنگساری کے آخری لحہ تک ان کو مہلت توبہ کی دی جاتی ہے اور وہ خوب جانتے تھے کہ میرے بیوی بچے ہیں، لاکھ ہا روپے کی جائداد ہے، دوست یار بھی ہیں۔ ان تمام نظاروں کو پیشِ چشم رکھ کر اس آخری موت کی گھڑی میں بھی جان کی پروا نہ کی۔

آخر ایک سرور اور لذت کی ہوا ان کے دل پر چلتی تھی جس کے سامنے یہ تمام فراق کے نظارے ہیچ تھے۔ اگر ان کو جبراً قتل کر دیا جاتا اور جان کے بچانے کا موقعہ نہ دیا جاتا تو اور بات تھی...... مگر ان کو بار بار موقعہ دیا گیا باوجود اس مہلت ملنے کے پھر موت اختیار کرنی بڑے ایمان کو چاہتی ہے"۔

(البدر یکم دسمبر ۱۹۰۳ء۔ ملفوظات جلد ۶ صفحہ ۱۹۶۔ مطبوعہ لندن)

"وہ ایک اسوۂ حسنہ چھوڑ گئے ہیں...... عبداللطیف صاحب مقید تھے زنجیریں ان کے ہاتھ۔ پاؤں میں پڑی ہوئی تھیں، مقابلہ کرنے کی ان کو قوت نہ تھی اور بار بار جان بچانے کا موقعہ دیا جاتا تھا۔ یہ اس قسم کی شہادت واقع ہوئی ہے کہ اس کی نظیر تیرہ سو سال میں ملنی محال ہے۔ عام معمولی زندگی کا چھوڑنا محال ہوا کرتا ہے۔ حالانکہ ان کی زندگی ایک تنعم کی زندگی تھی۔ مال، دولت، جاہ و ثروت سب کچھ موجود تھا۔ اور اگر وہ امیر کا کہنا مان لیتے تو ان کی عزت اور بڑھ جاتی۔ مگر انہوں نے ان

سب پر لات مار کر اور دیدہ دانستہ بال بچوں کو کچل کر موت کو قبول کیا۔ انہوں نے بڑا تعجب انگیز نمونہ دکھلایا ہے۔ اور اس قسم کے ایمان کو حاصل کرنے کی کوشش ہر ایک کو کرنی چاہئے۔ جماعت کو چاہئے کہ اس کتاب (تذکرۃ الشہادتین) کو بار بار پڑھیں اور فکر کریں اور دعا کریں کہ ایسا ہی ایمان حاصل ہو"۔

(البدر ۸؍جنوری ۱۹۰۴ء۔ ملفوظات جلد ۶ صفحہ ۲۳۳۔ مطبوعہ لندن)

"ہماری جماعت کو یاد رکھنا چاہئے کہ جب تک وہ بزدلی کو نہ چھوڑے گی اور استقلال اور ہمت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی ہر ایک راہ میں ہر مصیبت و مشکل کے اٹھانے کے لئے تیار نہ رہے گی وہ صالحین میں داخل نہیں ہو سکتی......

صاحبزادہ عبداللطیف کی شہادت کا واقعہ تمہارے لئے اسوۂ حسنہ ہے۔ تذکرۃ الشہادتین کو بار بار پڑھو اور دیکھو کہ اس نے اپنے ایمان کا کیسا نمونہ دکھایا ہے اس نے دنیا اور اس کے تعلقات کی کچھ بھی پروا نہیں کی۔ بیوی یا بچوں کا غم اس کے ایمان پر کوئی اثر نہیں ڈال سکا۔ دنیوی عزت اور منصب اور تنعم نے اس کو بزدل نہیں بنایا۔ اس نے جان دینی گوارا کی مگر ایمان کو ضائع نہیں کیا۔ عبداللطیف کہنے کو مارا گیا یا مر گیا مگر یقیناً سمجھو کہ وہ زندہ ہے اور کبھی نہیں مرے گا۔ اگرچہ اس کو بہت عرصہ صحبت میں رہنے کا اتفاق نہیں ہوا۔ لیکن اس تھوڑی مدت میں جو وہ یہاں رہا اس نے عظیم الشان فائدہ اٹھایا۔ اس کو قسم قسم کے لالچ دیئے گئے کہ اس کا مرتبہ و منصب بدستور قائم رہے گا مگر اس نے اس عزت افزائی اور دنیوی مفاد کی کچھ بھی پروا نہیں کی۔ ان کو ہیچ سمجھا۔ یہاں تک کہ جان جیسی عزیز شئے کو جو انسان کو ہوتی ہے اس نے مقدم نہیں کیا بلکہ دین کو مقدم کیا جس کا اس نے خدا تعالیٰ کے سامنے وعدہ کیا تھا کہ میں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا۔

میں بار بار کہتا ہوں کہ اس پاک نمونہ پر غور کرو کیونکہ اس کی شہادت یہی نہیں کہ اعلیٰ ایمان کا ایک نمونہ پیش کرتی ہے بلکہ یہ خدا تعالیٰ کا عظیم الشان نشان ہے جو اَور بھی ایمان کی مضبوطی کا موجب ہوتا ہے کیونکہ براہین احمدیہ میں ۲۳ برس پہلے سے اس شہادت کے متعلق پیشگوئی موجود تھی۔ وہاں صاف لکھا ہے شَاتَانِ تُذْبَحَانِ وَ کُلُّ مَنْ عَلَیْھَا فَانٍ. کیا اس وقت کوئی منصوبہ ہو سکتا تھا کہ ۲۳ یا ۲۴ سال بعد عبدالرحمٰن اور عبداللطیف افغانستان سے آئیں گے اور پھر وہاں جا کر شہید ہونگے...... یہ خدا تعالیٰ کا کلام ہے جو عظیم الشان پیشگوئی پر مشتمل ہے اور اپنے وقت پر آ کر یہ نشان پورا ہو گیا۔

اس سے پہلے عبدالرحمٰن جو مولوی عبداللطیف شہید کا شاگرد تھا، سابق امیر نے قتل کرا دیا محض اس وجہ سے کہ وہ اس سلسلہ میں داخل ہے اور یہ سلسلہ جہاد کے خلاف ہے اور عبدالرحمٰن جہاد کے خلاف تعلیم افغانستان میں پھیلاتا تھا۔ اور اب اس امیر نے مولوی عبداللطیف کو شہید کرا دیا۔ یہ عظیم الشان نشان جماعت کے لئے ہے۔"

(الحکم ۲۴؍جنوری ۱۹۰۴ء۔ ملفوظات جلد ۶ صفحہ ۲۵۵ تا ۲۵۷۔ مطبوعہ لندن۔)

"ہمارے دو معزز دوست کابل میں شہید ہو چکے ہیں۔ انہوں نے وہاں کوئی بغاوت نہیں کی، خون نہیں کیا اور کوئی سنگین جرم نہیں کیا۔ صرف یہ کہا کہ جہاد حرام ہے...... وہ نہایت نیک، راستباز اور خاموش تھے۔ مولوی عبداللطیف صاحب تو بہت ہی کم گو تھے مگر کسی خود غرض نے جا کر امیر کابل کو کہہ دیا اور انہیں ان کے خلاف بھڑکایا کہ یہ شخص جہاد کا مخالف ہے اور آپ کے عقائد کا مخالف ہے۔ اس پر وہ ایسی بے رحمی سے قتل ہوئے کہ سخت سے سخت دل بھی متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اور اس امر پر غور کر کے کہ وہ کیا گناہ تھا جس کے بدلے میں وہ قتل کئے گئے بے اختیار ہر شخص کو کہنا پڑے گا کہ یہ سخت ظلم ہے جو آسمان کے نیچے ہوا ہے"۔

(الحکم ۲۴؍جنوری ۱۹۰۷ء۔ ملفوظات جلد ۹ صفحہ ۱۳۳۔ مطبوعہ لندن)

☆......☆......☆

عربی اشعار حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

وَ کَم مَّنْ عِبَادٍ آثَرونی بِصِدْقِھم
عَلَی النفسِ حَتّٰی خُوِّفُوا ثُمَّ دُمِّرُوا
وَ مِنْ حِزبِنا عبداللطیف فَاِنَّہٗ
اُرٰی نُورُ صِدْقٍ مِنْہُ خَلقٌ تَھَکَّرُوا
جَزَی اللّٰہ عَنَّا دَائِمًا ذٰلِکَ الفَتٰی
قَضٰی نَحْبَہٗ لِلّٰہِ فَاذْکُر وَ فَکِّر
عِبَادٌ یکونُ کمبسرَاتٍ وُجُودُھُمْ
اِذَا مَا اَتَوا فَالْغَیْثُ یَاتِی وَ یَمْطر
اَتَعلَمُ ابدالاً سِوَاھُمْ فَاِنَّھُمْ
رُمُوا بِالحِجَارَۃِ فَاستَقَامُوا وَاَجْمروا

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم۔ روحانی خزائن جلد ۲۱ صفحہ ۳۲۹، ۳۳۰۔ مطبوعہ لندن)

ان عربی اشعار کا ترجمہ یہ ہے:-

بہت سے بندے ایسے ہیں جنہوں نے اپنی جان پر مجھ کو اختیار کر لیا۔ یہاں تک کہ ڈرائے گئے اور قتل کئے گئے۔ اور ہمارے گروہ میں سے مولوی عبداللطیف ہیں کیونکہ اس نے اپنے صدق کا نور ایسا دکھلایا کہ اس کے صدق سے لوگ حیران ہو گئے۔ خدا ہم سے اس جوان کو بدلہ دے۔ وہ اپنی جان خدا کی راہ میں دے چکا۔ پس سوچ اور فکر کر۔ یہ وہ بندے ہیں کہ مان سون ہوا کی طرح ان کا وجود ہوتا ہے۔ جب آتے ہیں پس ساتھ ہی بارش رحمت کی آتی ہے۔ کیا تو ان کے سوا کوئی اور لوگ ابدال جانتا ہے۔ کیونکہ وہ لوگ وہ لوگ ہیں جن پر پتھر چلائے گئے۔ پس انہوں نے استقامت اختیار کی اور ان کی جمعیت باطنی بحال رہی۔

اسی طرح فرمایا:-

"جس سلسلہ میں عبداللطیف شہید جیسے صادق اور مُلْہَم خدا نے پیدا کئے جنہوں نے جان بھی اس راہ میں قربان کر دی اور خدا سے الہام پا کر میری تصدیق کی ایسے سلسلہ پر اعتراض کرنا کیا یہ تقویٰ میں داخل ہے۔ ایک پارسا طبع صالح اہل علم کا ایک جھوٹے انسان کے لئے اس قدر عاشقانہ جوش کب ہو سکتا ہے؟

کس بہر کسے سر ندہد جاں نفشاند
عشق است کہ ایں کار بہ صد صدق کناند
عشق است کہ در آتش سوزاں بنشاند
عشق است کہ بر خاک مذلت غلطاند
بیعشق دلے پاک شود من نہ پذیرم
عشق است کزیں دام بہ یک دم برہاند

صاحبزادہ مولوی عبداللطیف شہید نے اپنے خون کے ساتھ سچائی کی گواہی دی ...... عبداللطیف شہید مرحوم وہ صادق اور متقی خدا کا بندہ تھا جس نے خدا کی راہ میں نہ اپنی بیوی کی پروا کی نہ بچوں کی نہ اپنی جان عزیز کی۔ یہ لوگ ہیں جو حقانی علماء ہیں جن کے اقوال و اعمال پیروی کے لائق ہیں جنہوں نے اخیر تک خدا کی راہ میں اپنا صدق نباہ دیا"۔

(حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۲۱۰ تا ۲۱۲۔ مطبوعہ لندن)

☆......☆......☆

صاحبزادہ سید محمد عبداللطیف صاحب شہید کے بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی فارسی نظم کے چند اشعار

آں جواں مرد و حبیب کردگار
جوہر خود کرد آخر آشکار
نقد جاں از بہر جاناں باختہ
دل ازیں فانی سرا پرداختہ
پرخطر ہست ایں بیابان حیات
صد ہزاراں اژدہائش در جہات
صد ہزاراں آتشے تا آسماں
صد ہزاراں سیل خونخوار و دماں
صد ہزاراں فرسخے تا کوئے یار
دشتِ پرخار و بلائش صد ہزار
بنگر ایں شوخی ازاں شیخ عجم
ایں بیاباں کرد طے از یک قدم
ایں چنیں باید خدا را بندۂ
سر پئے دلدار خود افگندۂ
او پئے دِلدار از خود مُردہ بود
از پئے تریاق زہرے خوردہ بود
تا نہ نوشد جامِ ایں زہرے کسے
کے رہائی یابد از مرگ آں خسے
زیرِ ایں موت است پنہاں صد حیات
زندگی خواہی بخور جامِ ممات
بیں کہ ایں عبداللطیف پاک مرد
چوں پئے حق خویشتن برباد کرد
جاں بصدق آں دلستاں را دادہ است
تا کنوں در سنگہا اُفتادہ است
ایں بود رسم و رہِ صدق و وفا
ایں بود مردانِ حق را اِنتہا
از پئے آں زندہ از خود فانی اند
جاں فشاں برمسلکِ ربّانی اند
فارغ اُفتادہ زِ نام و عزّ و جاہ
دِل زکف و زِ فرق اُفتادہ کلاہ
دُور تر از خود بہ یار آمیختہ
آبرو از بہر رُوئے ریختہ
ذکرِ شاں ہم می دہد یاد از خدا
صدق ورزاں در جنابِ کبریا

(تذکرۃ الشہادتین۔ روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۶۰ تا ۶۲)

☆......☆......☆

حضرت سید محمد عبداللطیفؓ کی شہادت کا ذکر سلسلہ احمدیہ کے اخبارات میں

عنوانِ خون

یعنی حضرت مولانا مولوی عبداللطیف کی شہادت

حضرت نالہ نمیدانم کہ چون است
ہمیں بینم کہ عنوانش بہ خون است

معزز ناظرین الحکم اس خونی خبر کے سننے کے لئے ہرگز تیار نہ ہونگے جو ہم ان کو سوگوار اور معاً امید افزا دل کے ساتھ سناتے ہیں۔

اگرچہ یہ خبر ایک عرصہ سے اخبارات میں شائع ہو چکی ہے۔ لیکن ہم نے مزید تحقیقات اور تصدیق کے خیال سے اس وقت تک خاموشی اختیار کی اور اب جبکہ پورے طور پر اس خبر کی تصدیق ہو چکی ہے۔ ہم اس کی اشاعت کی جرأت کرتے ہیں۔

عالی جناب اخوندزادہ مولانا مولوی عبداللطیف صاحب، رئیس اعظم خوست شیخ اجل افغانستان اور سر آمدہ علماء کابل کے نام سے ہمارے ناظرین بخوبی واقف ہیں۔ مولوی صاحب موصوف اپنے علم و فضل تقویٰ و طہارت، ورع اور خدا ترسی کے لئے کابل اور اس کے نواح میں ایک مشہور و معروف عالم تھے۔ یہاں تک کہ دربار کابل میں آپ کی جو عزت اور عظمت تھی اس کا اندازہ اس

بقیہ صفحہ ۶ پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

بندے کے استغفار اور توبہ کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ جسے چاہے بخش دیتا ہے۔

آیات قرآنی اور احادیث نبویہ کے حوالہ سے اللہ تعالیٰ کی بے انتہا مغفرت کے مضمون کا تذکرہ

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔
فرمودہ بتاریخ ۲۰/اگست ۱۹۹۹ء بمطابق ۲۰/ظہور ۱۳۷۸ھ ہجری شمسی بمقام ناروے

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله–
أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم– بسم الله الرحمٰن الرحيم –
الحمدلله رب العٰلمين – الرحمٰن الرحيم – مٰلك يوم الدين – إياك نعبد و إياك نستعين –
اهدنا الصراط المستقيم – صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين–

وَالَّذِينَ اِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوااللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوا لِذُنُوبِهِمْ وَ مَنْ يَغْفِرُالذُّنُوبَ اِلاَّ اللّٰهُ. وَ لَمْ يُصِرّوا عَلَى مَا فَعَلُوا وَ هُمْ يَعْلَمُون–اُولٰئِكَ جزآؤُهُم مَغْفِرَةٌ مِنْ رَبّهِم وَ جَنَّاتٌ تَجْرِى مِنْ تَحْتِهَا الاَنْهَارُ خَالِدِيْنَ فِيْهَا وَ نِعْمَ اَجْرُالْعَامِلِينَ–
(سورۃ آل عمران: آیات ۱۳۶-۱۳۷)

وہ لوگ جو بے حیائی کے مرتکب ہوتے ہیں یا اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں پھر اللہ کو بہت یاد کرتے ہیں اور اللہ سے اپنے گناہوں کی بخشش طلب کرتے ہیں۔ وَ مَنْ يَغْفِرُالذُّنُوبَ اِلاَّ اللّٰهُ اور اللہ کے سوا ہے کون جو گناہوں کو بخش سکے۔ وَ لَمْ يُصِرّوا عَلَى مَا فَعَلُوا اور جو کرتے ہیں اس پر اصرار نہیں کرتے۔ و هُم يَعْلَمُون جبکہ وہ جانتے ہیں کہ وہ کیا کر رہے ہیں۔ اُولٰئِكَ جزآؤُهُم مَغْفِرَةٌ یہ وہ لوگ ہیں جن کیلئے مغفرت کی جزا ہے ان کے ربّ کی طرف سے وَ جنّاتٌ تجرى مِن تحتِها الاَنهارُ اور ایسی جنّتیں ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ وہ ہمیشہ ان میں رہیں گے۔ وَ نِعمَ اَجْرُالْعَامِلِينَ اور کیا ہی عمدہ اجر ہے عمل کرنے والوں کا۔

آج کے اس مختصر خطبہ میں جو سفر کے دوران ہے اور مختصر ہی ہونا چاہئے میں مغفرت کے تعلق میں بہت بنیادی باتیں پیش کرنا چاہتا ہوں۔ اگر یہ خطبہ سفر کے دوران نہ بھی آیا ہوتا تو اس طرح کا مختصر خطبہ ہی میں نے دینا تھا۔

سب سے پہلے بخاری شریف کی ایک حدیث ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ آپ روایت کرتے ہیں کہ تم سے پہلے ایک ایسا شخص تھا جسے اللہ تعالیٰ نے بہت سا مال عطا کیا تھا۔ جب اس کی موت کا وقت آیا تو اس نے اپنے بیٹوں سے کہا کہ میں تمہارا کیسا باپ تھا۔ انہوں نے کہا "بہترین باپ"۔ اس نے کہا لیکن میں نے تو کبھی کوئی اچھا کام نہیں کیا۔ پس جب میں مر جاؤں تو مجھے جلا دینا پھر مجھے پیس دینا پھر تیز ہوا کے دن مجھے بکھیر دینا۔ پس انہوں نے ایسا ہی کیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس کو اکٹھا کیا اور فرمایا کہ تمہیں کس بات نے ایسا کرنے پر مجبور کیا۔ اس نے کہا تیرے خوف نے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس کے ساتھ رحمت کا سلوک فرمایا۔ (بخاری کتاب احادیث الانبیاء)

دوسری حدیث جو حضرت ابو سعید خدریؓ سے مروی ہے یہ مسلم کتاب التوبة سے لی گئی ہے۔ ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تم سے پہلے ایک ایسا شخص گزرا ہے جس نے ننانوے قتل کئے۔ پھر اس نے زمین پر سب سے بڑے عالم کے بارہ میں پوچھا۔ اُسے ایک راہب کے بارہ میں بتایا گیا، وہ اس کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ مَیں نے ننانوے قتل کئے ہیں کیا میری توبہ قبول ہو سکتی ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ اِس پر اُس نے اسے بھی قتل کر دیا اور اس طرح سو قتل مکمل کر دیئے۔ پھر اس نے کسی اور عالم کے بارہ میں پوچھا تب اسے ایک اور عالم شخص کے بارہ میں بتایا گیا۔ اس نے اس سے کہا کہ میں نے سو قتل کئے ہیں کیا میری توبہ قبول ہو سکتی ہے۔ اس نے کہا ہاں۔ تیرے اور توبہ کے درمیان کون حائل ہو سکتا ہے۔ تو فلاں علاقہ کی طرف چلا جا، وہاں ایسے لوگ رہتے ہیں جو اللہ کی عبادت کرتے ہیں۔ پس تُو بھی اُن کے ساتھ اللہ کی عبادت کر اور اپنے علاقے کی طرف واپس نہ آنا کیونکہ یہ برا علاقہ ہے۔ پس وہ اُس طرف چل دیا۔ جب وہ نصف راستہ تک پہنچا تو اسے موت نے آلیا۔ اس پر رحمت کے فرشتے اور عذاب کے فرشتے باہم بحث کرنے لگے۔ رحمت کے فرشتوں نے کہا کہ وہ تو توبہ کرتے ہوئے دل و جان سے اللہ تعالیٰ کی طرف آ رہا تھا اور عذاب کے فرشتے کہہ رہے تھے کہ اس نے تو کبھی کوئی نیکی نہیں کی۔ اس پر انسان کی شکل میں ایک فرشتہ ان کے پاس آیا تو انہوں نے اسے اپنے درمیان مُنصف ٹھہرا لیا۔ اس فرشتے نے کہا کہ دونوں زمینوں کے درمیان فاصلہ ماپو۔ جو بدیوں کا شہر تھا اس کا فاصلہ بھی ماپو کہ اس شہر سے کتنی دور آ چکا ہے اور جو نیکیوں کا شہر ہے جس کی طرف یہ جا رہا تھا اس کا بھی فاصلہ ماپو اور دیکھو کہ کس حد تک آگے بڑھ چکا ہے اور جو فاصلہ قریب ہو گا وہی فاصلہ فیصلہ کرنے والا ہو گا۔ تب انہوں نے زمین ماپی اور اسے اُس زمین کے قریب تر پایا جس کی طرف وہ جا رہا تھا۔ اس پر رحمت کے فرشتوں نے اسے لے لیا۔ (مسلم کتاب التوبۃ)

حضرت صفوان بن مُحرِز رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ یہ بخاری کتاب التوبة سے لی گئی ہے کہ ایک شخص نے ابن عمرؓ سے پوچھا کہ تم نے (اللہ اور بندے کی) رازدارانہ گفتگو کے بارہ میں آنحضور ﷺ سے کیا سنا ہے؟ انہوں نے کہا کہ مَیں نے حضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا کہ قیامت کے روز مومن اللہ تعالیٰ کے قریب کیا جائے گا

یہاں تک کہ (اللہ تعالیٰ) اس پر اپنا دامن پھیلا دے گا۔ پھر اس سے اس کے گناہوں کا اقرار کروائے گا، اور فرمائے گا کہ کیا تُو (اپنے فلاں فلاں) گناہ جانتا ہے۔ وہ کہے گا ہاں ہاں میرے ربّ میں جانتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا یقیناً میں نے دنیا میں تیرے ان گناہوں کی پردہ پوشی کی اور آج میں تجھے بخشتا ہوں۔ تب اُسے اُس کی نیکیوں کا اعمال نامہ دے دیا جائے گا۔

صحیح مسلم سے حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ تعالیٰ کی یہ روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اپنے ربّ کی طرف سے یہ بات بتائی کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بندہ گناہ کرتا ہے پھر دعا کرتا ہے کہ اے اللہ! میرا گناہ بخش دے۔ اس پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندے نے گناہ کا ارتکاب کیا لیکن وہ جانتا ہے کہ اس کا ایک ربّ ہے جو گناہ بخشتا ہے اور گناہ پر گرفت بھی کرتا ہے۔ پھر وہ دوبارہ گناہ کرتا ہے اور پھر دعا کرتا ہے کہ اے میرے ربّ! میرا گناہ بخش دے۔ اس پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندے نے گناہ کیا لیکن وہ جانتا ہے کہ اس کا ایک ربّ ہے جو گناہ بخش بھی دیتا ہے اور اس گناہ پر گرفت بھی کرتا ہے۔ اور پھر وہ گناہ کرتا ہے اور دعا کرتا ہے کہ اے میرے ربّ! میرا گناہ بخش دے۔ اس پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندے نے گناہ کیا لیکن وہ جانتا ہے کہ اس کا ایک ربّ ہے جو گناہ بخش بھی دیتا ہے اور گناہ پر گرفت بھی کرتا ہے۔ پس اب تُو جو چاہے کر مَیں نے تجھے بخش دیا ہے۔

ان احادیث کے ضمن میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک حوالہ میں پڑھ کر سنانا چاہتا ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"حدیث شریف میں آیا ہے کہ ایک شخص بڑا گنہگار ہوگا۔ خدا تعالیٰ اس کو کہے گا کہ میرے قریب ہو جا۔ یہاں تک کہ اس کے اور لوگوں کے درمیان اپنے ہاتھ سے پردہ کر دے گا اور اس سے پوچھے گا کہ تُو نے فلاں گناہ کیا، فلاں گناہ کیا۔ لیکن چھوٹے چھوٹے گناہ گنائے گا۔ وہ کہے گا کہ ہاں یہ گناہ مجھ سے ہوئے ہیں۔ خدا تعالیٰ فرمائے گا کہ اچھا آج کے دن مَیں نے تیرے سب گناہ معاف کئے اور ہر ایک گناہ کے بدلے دس دس نیکیوں کا ثواب دیا۔ تب وہ بندہ سوچے گا کہ جب ان چھوٹے چھوٹے گناہوں کا دس دس نیکیوں کا ثواب ملا ہے تو بڑے بڑے گناہوں کا تو بہت ہی ثواب ملے گا۔ یہ سوچ کر وہ بندہ خود ہی اپنے بڑے بڑے گناہ بھی گنائے گا کہ اے خدا مَیں نے تو یہ گناہ بھی کئے ہیں تب اللہ تعالیٰ اس کی بات سن کر ہنسے گا اور فرمائے گا کہ دیکھو میری مہربانی کی وجہ سے یہ بندہ ایسا دلیر ہو گیا ہے کہ اپنے گناہ خود ہی بتلاتا ہے۔ پھر اُسے حکم دے گا کہ جا بہشت کے آٹھوں دروازوں میں سے جس سے تیری طبیعت چاہے داخل ہو جا۔" (بدر جلد ۲ نمبر ۱۰۔ صفحہ ۱۰۔ تاریخ ۹ مارچ ۱۹۰۶ء)

ان احادیث میں خصوصیت سے یہ بات پیش نظر رکھنی چاہئے کہ بکثرت گناہ اور بکثرت بخشش کا ذکر ملتا ہے لیکن ساتھ ساتھ ہی یہ تنبیہہ بھی ہے کہ اگر اللہ چاہے تو بخشے گا۔ نہیں چاہے گا تو نہیں بخشے گا۔ یہ تنبیہہ جو ہے بہت خوفناک ہے۔ اس لئے جہاں ایک طرف رحمت کی امید بہت بڑھ جاتی ہے وہاں پکڑ کا خوف بھی بہت زیادہ بڑھ جاتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"اور وہ لوگ کہ جب کوئی بے حیائی کا کام کریں یا اپنی جانوں پر ظلم کریں اور پھر اپنے ایسے حال میں اللہ تعالیٰ کو یاد کریں اور اُس سے اپنے گناہوں کی بخشش مانگیں اور اپنے گناہ پر اصرار نہ کریں ان کا خدا آمرزگار ہوگا اور گنہ بخش دے گا...... ظاہر ہے کہ جیسے خدا انسان کا اس طور سے مالک ہے کہ اگر چاہے تو اُس کے گناہ پر اُس کو سزا دے ایسا ہی اِس طور سے بھی اُس کا مالک ہے کہ اگر چاہے تو اُس کا گناہ بخش دے کیونکہ ملکیت تبھی متحقق ہوتی ہے کہ جب مالک دونوں پہلوؤں پر قادر ہو"۔ (چشمہ معرفت صفحہ ۱۸،۱۷)

پس آج کے خطبہ میں یہ مضمون ہے جو مغفرت اور عذاب کے مابین انسان کو ڈراتا ہے۔ کبھی مغفرت کی وجہ سے جو بے پناہ ہے انسان گناہ پر آمادہ ہوتا ہے اور کہیں عذاب کے ڈر سے جو بے پناہ ہے انسان ادھر سے دوڑتا ہے۔ ان دو انتہاؤں کے درمیان ٹکراتا رہتا ہے اور دعا کرنی چاہئے کہ اللہ ہم سب کا انجام نیک فرمائے۔

بقیہ:۔ "شیخ عجم" از صفحہ ۴

سے ہو سکتا ہے کہ امیر عبدالرحمٰن کے مرض الموت میں وہ حاضر تھے اور موجودہ امیر صاحب کے سر پر تاج شاہی رکھتے وقت حاضر۔ غرض اپنے ملک، اپنی قوم، اپنے فرمانروا کی نظر میں ہر طرح سے عزت اور خصوصیت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے ان کو حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شناخت عطا فرمائی اور صدق دل اور پوری ارادت و نیاز مندی کے ساتھ سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہونے کی عزت بخشی .... آپ حضرت امام الملۃ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور حاضر بھی ہوئے۔ دارالامان میں وہ ایک مدت تک رہے اور حضرت اقدس کی پاک تعلیم سے مستفید ہوئے...... آخر آپ دارالامان سے ایک پاک جوش اور عقیدت کے ساتھ اپنے وطن مالوف کو تشریف لے گئے اور دربار کابل کے سربر آوردہ اور ذمہ دار حکام اور آفیسرز کو انہوں نے وہ پاک اور راحت بخش پیغام پہنچایا جو زمینی نہیں بلکہ آسمانی تھا۔ اس پیغام میں چونکہ وہ شہزادۂ امن (مہدی) کی دعوت اور تبلیغ پر مشتمل تھا مولوی صاحب موصوف نے اپنے ملک میں جہاد کی حرمت کے فتویٰ کی بھی اپنی تقریروں کے ذریعہ اشاعت کی۔ کیونکہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آثار و علامات میں سے یہ بھی ہے جو آنحضرت ﷺ نے یَضَعُ الْحَرْب کے پاک الفاظ میں بیان کی۔

اس پاک تعلیم کی اشاعت پر سرزمین کابل کے میڈ ملاؤں نے جن کے سر میں جہاد کے خیالات خام کی کھچڑی پکتی رہتی ہے ایک شور مولوی صاحب موصوف کے خلاف پیدا کر دیا۔ یہاں تک کہ امیر کابل نے باوجود اس عزت و احترام کے جو وہ مولوی صاحب موصوف کی اپنے دل میں رکھتے تھے۔ مولوی صاحب موصوف کو گرفتار کر لیا اور آخر ان...... ملاؤں نے اخوندزادہ صاحب موصوف کے سنگسار کرنے کا حکم اور فتویٰ دے دیا اور مُلّاؤں کے محکوم امیر نے اس کو منظور کر لیا۔ اور اس طرح پر ہمارے معزز و محترم بھائی مولوی عبداللطیف صاحب رضی اللہ عنہ خدا تعالیٰ کے اس وعدہ کے مطابق جو بہت عرصہ پیشتر براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۱۰ پر درج ہے شہید ہو گئے......۔

حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس شہادت کے متعلق ایک عظیم الشان رسالہ تذکرۃ الشہادتین کے نام سے لکھا ہے"۔

(الحکم ۲۴ ؍ نومبر ۱۹۰۳ء)

ببلیو گرافی رسالہ شیخ عجم

(۱) کتب سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایڈیشن ۱۹۸۵ء۔

(۲) سیرت المہدی مصنفہ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۳) اخبارات سلسلہ احمدیہ۔ البدر، الحکم۔

(۴) شہید مرحوم کے چشمدید واقعات حصہ اول مصنفہ سید احمد نور صاحب کابلیؓ۔

(۵) شہید مرحوم کے چشمدید واقعات حصہ دوم مشتمل برروایات مولوی عبدالستار خان صاحب معروف بہ بزرگ صاحب۔

(۶) عاقبۃ المکذبین حصہ اول مصنفہ جناب قاضی محمد یوسف صاحب امیر جماعت احمدیہ صوبہ سرحد (۱۹۳۶ء)۔

(۷) رجسٹر زروایات صحابہ (قلمی مسودات)۔

(۸) قلمی مسودہ مشتمل برروایات صاحبزادہ ابوالحسن قدسی صاحب، سید احمد نور صاحب، مولوی محمد شاہزادہ خان صاحب، مولوی شان محمد صاحب (۱۹۴۷ء)۔

(۹) تاریخ احمدیت افغانستان مصنفہ سید محمود احمد صاحب افغانی۔ غیر مطبوعہ (۱۹۹۳ء)۔

(۱۰) "Under the Absolute Amir" by Mr Frank A.Martin. London (1907)

(۱۱) "The Pathans" by Sir Olaff Caroe. Oxford University Press (1976)

(۱۲) تذکرۃ المہدی۔ مصنفہ حضرت صاحبزادہ پیر سراج الحق صاحبؓ۔

(۱۳) تاریخ احمدیہ سرحد۔ مرتبہ جناب قاضی محمد یوسف صاحب مطبوعہ ۱۹۵۹ء۔

بقیہ:۔ "توہینِ رسالت کے مقدمات" از صفحہ ۱۲

سے پڑھتے ہیں جس سے کہ حضرت محمد ﷺ کی شان میں توہین ہوتی ہے۔ اس لئے میں نے کلمہ شریف اور درود شریف دیوار سے اتار کر اپنی تحویل میں لے لئے جو پیش کر دوں گا۔

گزارش ہے کہ کلمہ شریف اور درود شریف کی پلیٹیں لگا کر مندرجہ بالا احمدیوں نے توہین رسالت کا ارتکاب کیا ہے اس لئے ہم فریاد لے کر تھانہ پہنچے مگر ہماری شنوائی نہیں ہوئی۔ بعد ازاں بالا افسران سے رابطہ کیا گیا جنہوں نے کہا کہ تھانہ جا کر اپنی فریاد داخل کراؤ"۔

چنانچہ اس درخواست پر مذکورہ بالا انیس احمدیوں پر توہین رسالت کا مقدمہ مورخہ ۲؍ ستمبر ۱۹۹۸ء کو تھانہ جھڈو ضلع میرپور خاص میں درج کیا گیا اور تمام گرفتار شدگان کو سنٹرل جیل حیدر آباد میں منتقل کر دیا گیا۔

THOMPSON & CO SOLICITORS

Consult us for your legal requirements such as Immigration & Nationality, Conveyancing & Employment, Welfare Benefits, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings,, Wills & Probate, Criminal Litigation

Contact: Anas Ahmad Khan

204 Merton Road London SW18 5SW

Tel: 0181-333-0921 \ 0181-448-2156

Fax: 0181-871-9398

بعد از خدا بعشق محمدؐ مخمّرم گرکفر این بود بخدا سخت کافرم

اللہ اور اس کے رسول مقبول حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی محبت میں سرشار معصوم احمدیوں پر

توہین رسالت کے سراسر جھوٹے اور ناپاک الزام میں عائد

بعض مقدمات کی تفصیل

(رشید احمد چوہدری۔ پریس سیکرٹری)

(دسویں قسط)

احمدیہ مسجد پر حملہ کرکے توڑ پھوڑ کی گئی، پھر اسے نذر آتش کر دیا گیا اور بعد میں احمدیوں کے خلاف توہینِ رسالت کا مقدمہ درج کر دیا گیا

نفیس نگر ضلع میرپور خاص کے قریب گاؤں چک چار میں ایک احمدی زمیندار نواب مصطفیٰ احمد خان کی زمین ہے جو انہوں نے ٹھیکہ پر ایک احمدی اللہ رکھا کو دی ہوئی ہے۔ اس زمین پر ایک بہت پرانا خستہ حال کمرہ ۸X۱۰ فٹ تھا جو کسی زمانہ میں مسجد کے طور پر استعمال ہوتا تھا مگر یہ جگہ چونکہ آبادی سے دور تھی اس لئے نہ تو نمازوں کا کوئی انتظام تھا اور نہ ہی اس کی دیکھ بھال ہوتی تھی۔ نیز دروازہ نہ ہونے کی صورت میں اکثر جنگلی جانور اس میں گھس آتے تھے۔

زمین کی دیکھ بھال کرنے والے ایک سندھی مسلمان حیدر نامی کو خیال آیا کہ اس جگہ باقاعدہ مسجد بنادینی چاہئے چنانچہ اس نے مکرم اللہ رکھا صاحب سے اپنی خواہش کا اظہار کیا کہ وہ کمرہ گرا کر اسی جگہ پر باقاعدہ مسجد بنانا چاہتا ہے۔ مکرم اللہ رکھا صاحب نے اجازت دے دی۔ چنانچہ مورخہ ۲۳/اگست ۹۸ء کو قریبی احمدی زمیندار مکرم نبی احمد بلوچ آف نفیس نگر کے ٹریکٹر کے ذریعہ اس کمرہ کو گرایا گیا اور نئی مسجد کی تعمیر کیلئے سامان خرید لیا گیا۔ مورخہ ۲۴/اگست کو نفیس نگر اور قریبی شہر نوکوٹ میں مولویوں کو جب اس بات کا پتہ چلا تو انہوں نے پولیس کو شکایت کی کہ احمدیوں نے مسجد کو گرادیا ہے نیز اس میں رکھے ہوئے قرآن کریم کو شہید کردیا ہے۔ مساجد میں بھی اسی قسم کے اعلان شروع ہوئے اور عوام کو جماعت احمدیہ کے خلاف بھڑکایا گیا۔ پولیس فوراً موقع پر پہنچی، اخباری نمائندے بھی وہاں آگئے، ملازم حیدر کو بلایا گیا اور بیان لئے گئے۔ حیدر نے اقبالی بیان ریکارڈ کرایا کہ میں مسلمان ہوں، پرانی خستہ حال مسجد میں نے خود نئی مسجد تعمیر کرنے کیلئے گرائی ہے اور قرآن مجید کا پرانا نسخہ میرے گھر میں محفوظ رکھا ہوا ہے۔ یہ بیانات ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس موضع ڈگری اور سب ڈویژنل مجسٹریٹ کی موجودگی میں لئے گئے۔ پولیس نے اس جگہ کا معائنہ کیا اور نئی مسجد کے لئے تعمیر کا سامان دیکھا اور مطمئن ہو کر واپس چلی گئی۔ فون پر ڈپٹی کمشنر میرپور خاص کو بھی بتادیا کہ کوئی غیر قانونی کام نہیں ہوا۔

مگر مولویوں کی طرف سے پراپیگنڈہ باقاعدہ جاری رہا۔ ادھر مسجد کی تعمیر کا کام نہایت مستعدی سے شروع کیا گیا اور دیواریں تک کھڑی کردی گئیں۔ مگر ملاں کب خاموش رہنے والے تھے۔ شیطان نے ان کو پھر اکسایا اور وہ اخباری نمائندوں کے پاس گئے جس کے نتیجہ میں ۲۵/اگست کی صبح کو اخباروں نے مندرجہ ذیل جلی سرخیاں لگا کر خبریں شائع کیں:۔

۱۔ "گاؤں چک چار میں قادیانیوں نے مسجد اور قرآن پاک شہید کردیا"۔

۲ "گاؤں چک چار میں دو قادیانی نوجوانوں نے قرآن پاک کے اوراق علیحدہ علیحدہ کر کے شہید کردیا"۔ وغیرہ۔

۲۵ اگست تک مسجد مکمل ہو چکی تھی۔ پکی اینٹوں سے ایک کمرہ ۱۰X۱۲ فٹ بنایا گیا جس کا دروازہ بھی رکھا گیا اور محراب بھی بنایا گیا۔

۲۵/اگست کی رات کو کراچی سے ختم نبوت کے ملاں میرپور خاص پہنچے اور پولیس کو اخبارات دکھا کر شکایت کی۔ پولیس نے ان کی تسلی کرانے کی کوشش کی مگر بے سود۔ شرپسند ملاؤں نے باہم مشورہ کر کے ۲۶/اگست کو نوکوٹ شہر میں ہڑتال کروادی، تمام کاروبار بند کرادیا اور جلوس نکالا گیا۔ تقریباً آٹھ سو تا ایک ہزار لوگوں نے ملاؤں کی قیادت میں احمدیہ مسجد نوکوٹ کی طرف رُخ کیا اور راستے میں ہوائی فائرنگ کرتے رہے۔ نوکوٹ کے احمدی احباب مسجد کی حفاظت کے لئے مسجد کے اندر اکٹھے ہوگئے جن کے پاس لائسنس یافتہ اسلحہ تھا، وہ بھی لے آئے۔ اس طرح کُل چودہ احمدی احباب مسجد میں جمع ہوگئے تھے جنہوں نے مسجد کی چھت پر چڑھ کر جلوس کو مسجد سے دُور روکنے کے لئے جوابی فائرنگ شروع کردی۔ پولیس کو اطلاع کی گئی مگر پولیس کے پہنچنے سے پہلے ہی ہجوم نے مسجد پر پتھراؤ شروع کردیا۔ پولیس نے آکر حالات پر قابو پانا چاہا مگر نفری تھوڑی ہونے کے باعث ہجوم کو روک نہ سکی۔ ہجوم مسجد کے اندر داخل ہوا، توڑ پھوڑ کی اور بعد میں مسجد کو آگ لگادی۔ مسجد کے علاوہ شہر میں بعض احمدیوں کی دکانوں کو بھی نذر آتش کردیا گیا۔

ملاؤں نے مطالبہ کیا کہ نفیس نگر میں قادیانیوں نے مسجد کو شہید کیا تھا اس کے خلاف ہم نے نوکوٹ میں پُرامن جلوس نکالا جس پر قادیانیوں نے فائرنگ کردی اور جلوس کے شرکاء زخمی ہوئے اس لئے مسجد کے اندر جو احمدی موجود تھے ان کو گرفتار کیا جائے۔ چنانچہ پولیس نے ان چودہ احمدیوں اور گیارہ غیر احمدیوں پر ۲۶/اگست ۹۸ء کو زیر دفعات ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۲۸۵، ۳۲۴، ۴۲۷، ۴۳۶، ایک مقدمہ نمبر ۸۳ درج کیا گیا۔

اس کے علاوہ ایک دوسرا مقدمہ نمبر ۸۵ ۲۶/اگست کو ہی تین احمدی دوستوں کے خلاف زیر دفعہ 13D/Arms Ordinance یعنی بغیر لائسنس اسلحہ رکھنے اور استعمال کرنے کے الزام میں درج کرلیا گیا۔

مولویوں نے مندرجہ ذیل مطالبات کرنے شروع کردئے۔

۱۔ جلوس کے شرکاء کو گرفتار نہ کیا جائے۔

۲۔ علاقے کی انتظامیہ بدلی جائے۔

۳۔ احمدیوں کے خلاف دہشت گردی کے ضمن میں مقدمات درج کئے جائیں۔

ملاؤں کے ان مطالبات اور حالات کا مکمل جائزہ لینے کے لئے کمشنر پولیس میرپور خاص گل محمد عمرانی کی صدارت میں ضلعی انتظامیہ اور مولویوں کی ایک میٹنگ یکم ستمبر ۹۸ء کو میرپور خاص میں ہوئی جس میں ڈپٹی انسپکٹر جنرل پولیس میرپور خاص مسٹر غلام مصطفیٰ شیخ، ڈپٹی کمشنر میرپور خاص سید ممتاز علی شاہ اور سینئر سپرنٹنڈنٹ پولیس رستم خان جتوئی شامل ہوئے جبکہ ملاؤں میں سے احمد میاں حمادی کے علاوہ چھ ملاں بھی میٹنگ میں بلائے گئے۔

یہ امر قابل ذکر ہے کہ میٹنگ سے پہلے ہی مولویوں کا مطالبہ مانتے ہوئے کمشنر پولیس نے ان علاقوں کی انتظامیہ کو تبدیل کردیا اور میٹنگ کے بعد کمشنر پولیس نے چک چار کی پرانی مسجد گرانے کے بارہ میں عدالتی تحقیقات کا حکم دے دیا اور سب ڈویژنل مجسٹریٹ میرپور خاص کو اس کے لئے انکوائری افسر مقرر کیا۔

پولیس کی یہ کارروائی احمدیوں پر مزید ظلم کی صورت میں ظاہر ہوئی اور دو مزید مقدمات احمدیوں پر قائم کردئے گئے۔

مقدمہ نمبر ۸۷ جو ۲/ستمبر ۱۹۹۸ء کو پانچ احمدیوں کے خلاف زیر دفعات ۲۹۵۔اے اور ۲۹۵۔بی درج کیا گیا۔

اور اسی دن مقدمہ نمبر ۸۸ جس میں انیس احمدیوں کے خلاف زیر دفعات ۲۹۵۔اے اور ۲۹۵۔سی اور ۳۴ قائم کیا گیا۔ ان انیس احباب کے نام مندرجہ ذیل ہیں:۔

ڈاکٹر رشید احمد، وارث احمد، فاروق اسمٰعیل، عبدالحمید طاہر، مشتاق احمد، ارشد جاوید، ارشاد احمد، نوید مبشر، اللہ نواز، رشید بلوچ، غلام مرتضیٰ، انیس احمد، محمد احسن، فیصل الرحمٰن، چودھری محمود احمد صدر جماعت، سفیر احمد نائب صدر، رانا محمد خالق، ظہیر احمد اور محمد عاصم۔

ان میں سے چودہ پہلے ہی پولیس کی تحویل میں ہیں اور ڈگری تھانہ میں زیر حراست ہیں۔

توہین رسالت کا یہ مقدمہ ایک مخالف سلسلہ محمد سرور ولد غلام محمد ساکن نوکوٹ کی درخواست پر مورخہ ۲/ستمبر ۱۹۹۸ء کو درج کیا گیا۔ درخواست دہندہ نے لکھا:۔

"میری سائیکلوں کی دکان اسٹیشن روڈ شہر نوکوٹ پر ہے۔ مورخہ ۲۲/اگست ۹۸ء کو مسلمانوں کی پرانی مسجد واقع چک چار میں اللہ رکھا قادیانی نے شہید کی تھی جس کی اطلاع پر شہر کے آدمیوں نے قادیانیوں کے خلاف کیس نہ داخل کرنے پر احتجاجی جلوس نکالا۔ جب احتجاجی جلوس رینجرز چوکی کے قریب پہنچا تو جلوس کے اوپر قادیانیوں کی عبادت گاہ سے فائرنگ کی گئی۔ اس طرح جلوس میں شامل انور قائم خانی اور غلام مرتضیٰ جٹ زخمی ہوئے جس پر جلوس تتر بتر ہو گیا اور عبادت گاہ میں موجود مسلح افراد نے پتھراؤ کیا۔ اتنے میں پولیس آگئی اور غلام مرتضیٰ، ارشاد احمد ولد محمد انور، مشتاق احمد ولد محمد ایوب، محمد احسن ولد عبدالحمید، اللہ نواز، انیس احمد، نوید احمد ولد نثار شیخ، ارشد ولد محمد انور، وارث ولد محمد یعقوب، رشید احمد بلوچ، فاروق ولد محمد اسحاق، ڈاکٹر رشید احمد، حمید جٹ اور فیصل الرحمٰن رینجرز چوکی میں چلے گئے۔ عبادتگاہ کو نقصان ہوا اور سامنے والی دیوار ٹوٹ گئی۔ جب جلوس چلا گیا تو میں نے قادیانیوں کی عبادت گاہ دیکھی۔ عبادت گاہ کے کمرے والے دروازے کے اوپر درود شریف پلاسٹک کی پلیٹ پر اور کلمہ شریف لوہے کی پلیٹ پر لکھا ہوا دیوار میں لگا ہوا تھا۔ اتنے میں عبدالرشید ولد غضنفر علی خان اور حافظ عبدالرحمٰن ولد شیر محمد ملک پہنچ گئے جنہوں نے درود شریف دیوار پر لگا ہوا دیکھا۔ جیسا کہ قادیانی پاکستان کے آئین کے موجب غیر مسلم ہیں اور ان کا نبی مرزا غلام احمد قادیانی ہے اور یہ کلمہ پاک اور درود شریف اپنے نبی مرزا غلام احمد کی نسبت

بقیہ صفحہ ٦ پر ملاحظہ فرمائیں

بقیہ:- اختتامی خطاب جلسہ سالانہ......از صفحہ ۲

نظارہ دیکھا کہ جمعہ کے روز ہرسیاں سے ایک جماعت قادیان پہنچ گئی کہ ہم بیعت کرنے کیلئے آئے ہیں۔ ہم حیران ہوئے اور ہم نے پوچھا بظاہر تو ہماری شکست ہوئی تھی، آپ کو کونسی دلیل مل گئی۔ انہوں نے جواباً کہا کہ آپ لوگوں کے چہروں پر ہمیں صداقت نظر آگئی اور اُن (مخالفوں) کے چہروں سے کذب اور بیہودہ پن نظر آیا۔ یہی بات ہم کو قادیان کھینچ لائی۔ (رجسٹر روایات نمبر ۱۴۔ روایت نمبر ۹۰۔ صفحہ ۲۸و۲۹)

حضرت حافظ محمد شفیع صاحبؓ

ابن منشی فقیر اللہ صاحب سکنہ سیالکوٹ

تعارف:- آپ کا سن ولادت اندازاً ۱۸۷۰ء ہے۔ جن دنوں حضرت مسیح موعود علیہ السلام بسلسلہ ملازمت سیالکوٹ میں مقیم تھے۔ آپ کے والد منشی فقیر اللہ صاحب امریکن مشن سکول میں مدرس تھے اور حضورؑ کے بہت گہرے دوست تھے۔ سیالکوٹ میں جو چھت کے گرنے کا واقعہ پیش آیا تھا اس وقت حضرت منشی فقیر اللہ صاحب بھی حضورؑ کے ساتھ تھے۔ آپ اپنی والدہ سے روایت کرتے ہیں کہ "حضور اقدس علیہ السلام جب سیالکوٹ میں مقیم تھے تو کچہری آتے جاتے ہمیشہ نظر نیچی رکھتے۔ آپ نے ۱۸۹۱ء میں ایک خواب دیکھ کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کا شرف پایا۔

روایات:- (۱) "جب حضور یہاں سے تشریف لے گئے تو جن لوگوں نے ۱۹۰۴ء میں سخت مخالفت کی تھی ان کے نام حضرت اقدس کی خدمت میں حضور کے فرمان کے مطابق لکھے تھے۔ وہ آدمی یہ تھے۔

۱۔ حافظ امام الدین، کبوتراں والی مسجد میں پڑھے تھے مگر امام اراضی یعقوب کی مسجد کے تھے۔

۲۔ چراغ ماشکی۔ بڑا سخت مخالف تھا۔

۳۔ ایک غلام محمد ولد جانی تھا۔ یہ بھی سخت معاند تھا۔

۴۔ حافظ سلطان میرے استاد وغیرہ وغیرہ۔ حافظ سلطان جنڈانوالہ محلّہ میں رہتا تھا۔ ایک ہفتہ میں ان کے خاندان کے تینتیس (33) افراد طاعون سے ہلاک ہوگئے۔ ان کے محلّہ میں سے کوئی گزرتا نہیں تھا۔

یہ سارے معاند جن کا ہم نے حضور کی خدمت میں نام لکھا تھا، طاعون سے ہلاک ہوگئے اور ہم نے یہ عبرتناک نظارہ اپنی آنکھوں سے دیکھا"۔ (روایات صحابہ رجسٹر نمبر ۱۰۔ صفحہ ۱۴۶ تا ۱۴۷)

(۲) پھر کہتے ہیں: "جب طاعون زور کی پڑی۔ ۱۹۰۴ء میں حضور کے لیکچر کے بعد۔ تو میں ان ایام میں فیروزپور تھا۔ ہمارا تمام محلّہ طاعون سے تباہ ہوگیا مگر میری والدہ اور میرا خاندان محفوظ رہے"۔
(روایات صحابہ رجسٹر نمبر ۱۰۔ صفحہ ۱۴۹)

حضرت ملک غلام حسین صاحبؓ

ولد میاں کریم بخش صاحب سکنہ رہتاس ضلع جہلم حال دارالرحمت قادیان

تعارف:- آپ نے اندازاً ۱۸۹۱ء میں بیعت کی، ۱۸۹۲ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زیارت سے مشرف ہوئے اور حضور کے حکم پر ۱۸۹۴ء میں ہجرت کرکے قادیان آگئے۔ حضورؑ نے آپ کا نام تین سو تیرہ صحابہ کی فہرست مندرجہ آئینہ کمالات اسلام میں چوالیس (44) نمبر پر منشی غلام حسین درج فرمایا ہے۔ آپ نانبائی تھے اور لنگر خانہ کے کام بھی خود سرانجام دیا کرتے تھے۔ آپ فرماتے ہیں:

"حضرت صاحب شام کی نماز پڑھ کر مسجد میں لیٹ جایا کرتے تھے۔ اور بچے حضور کو دبایا کرتے تھے۔ میرا بچہ محمد حسین بھی دبا رہا تھا۔ حضرت اقدس کی آنکھیں بند تھیں۔ ایک اور لڑکا جلال جو پٹی کا تھا اور مغل تھا، وہ بھی دبا رہا تھا۔ حضرت ام المؤمنین بھی پاس بیٹھے تھے۔ یکدم حضرت صاحب نے جو آنکھ کھولی تو فرمایا کہ "محمد حسین ڈپٹی کمشنر بنے گا"۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس پیشگوئی کا ظہور اس طرح ہوا کہ محمد حسین صاحب نے میٹرک کا امتحان اوّل پوزیشن میں پاس کیا۔ اس کے بعد پہلے محکمہ نہر میں اور پھر ڈپٹی کمشنر راولپنڈی کے دفتر میں ملازمت کی۔ کچھ عرصہ بعد یہ نوکری چھوڑ کر رہتاس آگئے اور پھر انگلستان سے بیرسٹری پاس کرکے افریقہ میں پریکٹس شروع کی۔ وہاں بہت شہرت پائی۔ اس دوران نیروبی کے ڈپٹی کمشنر نے غالباً چار ماہ کی رخصت لی تو اس کی جگہ محمد حسین صاحب کو قائمقام ڈپٹی کمشنر مقرر کیا گیا۔ دیکھیں یہ کس زمانے کی بات ہے اور کس شان سے کہاں جاکر پوری ہوئی۔

روایت:- حضور بہت مہمان نواز تھے۔ ایک مرتبہ حضور نے مجھے فرمایا۔ کپڑے کے تھان لے آؤ۔ میں بازار سے دو تھان لٹھے کے لے آیا۔ حضور نے فرمایا آپ تشریف رکھیں اور گز گز کے ٹکڑے کر دیں۔ میں نے عرض کی گز نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا "میں بتاتا ہوں" اور اپنے بازو سے ماپ کر اندازہ بتایا اور کہا "اس طرح ٹکڑے کر دو"۔ میں نے تھان کے ٹکڑے کر دیئے اور ایک واپس کر دیا۔ اس تھان کی قیمت دو روپے تھی۔ جب کوئی مہمان جاتا تو حضور ایک ٹکڑے میں روٹی باندھ دیتے۔ اللّٰھم صلّی علی محمدٍ وعلی آل محمد. (رجسٹر روایات نمبر ۸۔ صفحہ ۹۵ تا ۹۹)

اب زمانہ دیکھیں کہاں سے کہاں پہنچ گیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام مہمانوں کی سہولت کے لئے کپڑے پھڑوا پھڑوا کر ان میں روٹی باندھا کرتے تھے۔

حضرت میاں عبدالعزیز صاحب مغلؓ

ولدیت حضرت میاں چراغدین صاحبؓ رئیس لاہور

آپ ۱۸۷۶ء میں پیدا ہوئے اور ایک روایت کے مطابق ۱۸۹۲ء میں بیعت کی توفیق ملی۔

مختصر حالات:- حضرت میاں عبدالعزیز صاحب مغل نے اپنے والد ماجد سے پہلے بیعت کا شرف حاصل کیا۔ آپ کے خاندان میں حضرت مولوی رحیم اللہ صاحب کی تربیت کے نتیجہ میں سب سے پہلے حضرت میاں معراج الدین صاحب سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوئے اور ایک عرصہ بعد حضرت میاں عبدالعزیز صاحب نے قادیان جاکر بیعت کرلی۔ جن دنوں آپ اینچی سن سکول میں پڑھ رہے تھے ایک استاد نے پیسہ اخبار سے یہ خبر پڑھ کر سنائی کہ قادیان میں ایک شخص نے مہدی اور مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ اس پر آپ نے اسی وقت ارادہ کرلیا کہ قادیان جاکر ضرور اس شخص سے ملاقات کروں گا۔ چنانچہ بڑے دن کی رخصتوں میں یعنی کرسمس کی رخصتوں میں آپ اپنے والد محترم سے اجازت لے کر امرتسر گئے اور وہاں سے اپنے نانا میاں قائم الدین کے ہمراہ قادیان کی طرف روانہ ہوگئے۔ لیکن جب بٹالہ پہنچے تو آپ کے نانا نے اس خیال سے کہ اس بچے نے خواہ مخواہ تکلیف دی ہے ممکن ہے قادیان میں کوئی ٹھہرنے کی جگہ بھی نہ ملے آپ کو ایک تھپڑ رسید کیا جس سے آپ کو بخار ہوگیا۔ مگر قادیان جانے سے آپ پھر بھی باز نہ رہے۔ قادیان پہنچ کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خادم حضرت حافظ حامد علی صاحبؓ آپ کو مسجد اقصیٰ میں لے گئے جہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام چہل قدمی فرما رہے تھے۔ حضورؑ نے ان کو دیکھتے ہی حضرت حافظ حامد علی صاحب کو فرمایا حافظ صاحب ان کے کھانے کا بندوبست کریں۔ پھر حضورؑ نے آپ کا تعارف حاصل کیا اور آپ کے والد حضرت میاں چراغدین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق فرمایا کہ مَیں انہیں جانتا ہوں۔ پھر حضورؑ گول کمرے میں گئے اور اندر سے قہوہ اور خطائیاں ان کے لئے لائے۔ اس کے بعد شام کو حضورؑ اندر سے کھانا لائے جو ہاتھ کی پکی روٹیوں اور آلو گوشت پر مشتمل تھا۔ رات کو سوتے وقت حضورؑ نے حضرت حافظ حامد علی صاحب کو حکم دیا کہ بچے کو بخار ہے لہٰذا اس کو دباؤ۔ اگلے روز حضورؑ نے صبح آٹھ نو بجے حضرت میاں عبدالعزیز صاحب مغل کی بیعت لی۔ آپ کو جنون کی حد تک تبلیغ کا شوق تھا۔ اکثر آپ گھر سے سودا سلف لانے کے لئے جاتے اور راستے میں کسی شخص سے احمدیت کے موضوع پر بات شروع ہو جاتی تو سودا سلف بھول کر گھنٹوں تبلیغ میں مصروف رہتے۔ بعض اوقات تبلیغ میں مصروف رہنے کی بنا پر آپ رات گئے گھر کی طرف آرہے ہوتے تو آوارہ گردی کے جرم میں پولیس آپ کو پکڑ لیتی۔

ایسے بھی اسیر ان راہ مولا تھے کہ تبلیغ کرکے آرہے ہیں، رات دیر سے پہنچے ہیں تو پولیس نے آوارہ گردی کا جرم لگا کر آپ کو پکڑ لیا اور رات حوالات میں کاٹنی پڑی۔

یکم مارچ ۱۹۴۳ء کو آپؓ کی تدفین بہشتی مقبرہ قادیان میں ہوئی۔

اولاد میں کُل بارہ بچے تھے جن میں سے مندرجہ ذیل خدا کے فضل سے زندہ ہیں۔ مکرم عبدالرحمان صاحب، مکرم عبدالباسط صاحب، مکرم عبدالرزاق صاحب، مکرمہ محترمہ آمنہ صدیقہ منان صاحبہ، مکرمہ امۃ القدیر صاحبہ، مکرمہ سلمٰی مطہرہ صاحبہ اور مکرمہ مریم صدیقہ صاحبہ۔

حضرت میاں عبدالعزیز صاحب مغل روایت کرتے ہیں کہ اس وقت جو گھڑی میرے پاس ہے یہ حضرت اقدسؑ کی جیب کی گھڑی ہے۔ حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنھا نے حضورؑ کی وفات کے بعد مجھے

شمالی جرمنی کی گائے کے بہترین گوشت سے تیار شدہ

سلامی اور شنکن

(SALAMI & SHINKEN)

عمدہ کوالٹی اور پورے جرمنی میں بروقت ترسیل کے لئے ہمہ وقت حاضر۔ پیزا (PIZZA) کے کاروبار میں آپ کے معاون

احمد برادرز

گائے کے خالص گوشت سے تیار شدہ سلامی اور شنکن کے خواهشمند حضرات بذریعه ٹیلیفون فری سروس سے فائدہ اٹھاکر بازار سے بارعایت اور تازہ مال حاصل کر سکتے ھیں

آج ھی رابطه کیجئے

CH.IFTIKHAR & BROTHERS

TEL: 04504-201 FAX: 04504-202

Earlsfield Properties

Landlords & landladies

Guaranteed rent

your properties are urgently required

Tel: 0181-265-6000

عطا فرمائی تھی۔ یہاں لاہور میں اس گھڑی کو چلتے ہوئے پچاس سال ہو گئے ہیں۔ آٹھ روز کے بعد ایک دفعہ چابی دینی پڑتی ہے۔ اس گھڑی کی مرمت مَیں نے اب تک دو دفعہ کرائی ہے۔ ایک دفعہ چوہدری عبدالرحیم صاحب ہیڈ ڈرافٹسمین سے کرائی۔ چوہدری عبدالرحیم صاحب ابھی غیر احمدی ہی تھی کہ انہوں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت نبی کریم ﷺ کی گھڑی مرمت کے لئے میرے پاس آئی ہے۔ چنانچہ اتفاق سے مَیں نے انہی کو مرمت کرنے کے لئے گھڑی دی۔ جب انہوں نے کھولی تو کہتے تھے یہ تو نبی کریم ﷺ والی گھڑی ہے۔ بالکل وہی نقشہ ہے جو مجھے خواب میں دکھلایا گیا تھا۔ دو سپرنگ ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ اس خاندان کا ہم پر بڑا احسان ہے کہ اس گھڑی پر انہوں نے بہت محنت کی ہے۔ خصوصاً آپا آمنہ صدیقہ نے اور ان کی بچی نے اور ان کے بھائی نے محنت کر کے بہت کوشش کی کہ پرانے زمانہ میں جو کمپنی بنایا کرتی تھی اس سے اس کی مرمت کروالیں مگر غلطی سے کوئی سپرنگ بیچ میں سے گر گیا تھا اور اس طرح یہ کام بنتا نہیں تھا۔ آخر بہت بھاگ دوڑ کے بعد یہاں ایک انگریز کاریگر نے وعدہ کیا کہ یہ پرزے تو آپ کو کہیں نہیں ملیں گے لیکن میں محنت کر کے خود بناتا ہوں اور اس نے امید ظاہر کی کہ میں اللہ کے فضل سے کامیاب ہو جاؤں گا۔ چنانچہ خدا تعالیٰ کے فضل سے وہ کامیاب ہو گیا اور اب یہ گھڑی پھر چل پڑی ہے۔ ایک سو سال کے بعد اب یہ گھڑی چلنا شروع ہوئی ہے اور میں امید رکھتا ہوں کہ آئندہ سو سال بھی اسی طرح چلتی رہے گی۔

[حضور ایدہ اللہ نے اس موقعہ پر یہ مبارک گھڑی تمام حاضرین کو دکھائی اور خود بھی اسے بوسہ دیا اور اپنی آنکھوں سے لگایا۔ حضور کے ارشاد پر ایم۔ٹی۔اے پر اس گھڑی کی تصویر کلوز اَپ میں دکھائی گئی اور یوں تمام دنیا کے احمدیوں کو اس کی زیارت نصیب ہوئی۔]

حضرت شیخ عطاء اللہ صاحبؓ نو مسلم

ابن لالہ گنپت رائے صاحب سکنہ اسلامیہ پارک پونچھ روڈ مزنگ لاہور

تعارف:۔ ۱۸۷۵ء میں پیدا ہوئے اور ۱۲/اکتوبر ۱۹۵۱ء کو وفات پائی۔ ۱۸۹۴ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زیارت اور بیعت کی۔ اس زمانہ میں حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی نماز پڑھایا کرتے تھے۔ آپ حضرت حکیم مولانا نورالدین صاحبؓ کے ذریعہ جموں میں مسلمان ہوئے تھے۔ آپ محکمہ ٹیلیگراف میں راولپنڈی ریلوے سٹیشن پر ملازم تھے۔ بیمار ہوئے تو دو ماہ کی چھٹی لے کر قادیان آگئے اور حضرت حکیم صاحب کے گھر رہائش اختیار کی، جہاں پر ان کا علاج کیا گیا۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں سے صحتیاب ہوئے اور چھ سال بیمار رہنے کے بعد اولاد عطا ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تین لڑکے اور چار لڑکیاں عطا فرمائیں۔

روایت:۔ ایک روز ایک فقیر سارنگی بجاتا ہوا اوپر سیڑھیوں پر کچھ مانگنے کے لئے چلا گیا۔ حضرت نانا صاحب حضرت میر ناصر نواب صاحب پاس ہی کمرے میں رہتے تھے نکل آئے اور ملامت کرنی شروع کر دی کہ ایسے مت آیا کرو۔ جب حضرت مسیح موعود نے سنا تو باہر نکل کر اپنے دونوں جیب دیکھے جب کوئی پیسہ نہ ملا تو فقیر کو آپ نے جواب دیا کہ اس وقت میرے پاس کوئی پیسہ نہیں ہے آپ کل پرسوں آن کر پیسے لے جائیں۔ دوسرے تیسرے روز پھر وہ سارنگی بجاتا ہوا اسی جگہ آ کھڑا ہوا تو حضرت نانا میر ناصر نواب صاحب نے اس کو بہت ملامت کی کہ خبیث یہاں سارنگی مت بجایا کرو۔ حضرت مسیح موعود حسب دستور کمرے سے باہر نکل آئے اور اس کو چار آنہ کے پیسے دیئے اور میر ناصر نواب صاحب کو کہا کہ میر صاحب! فقیر کو اس قدر ملامت نہیں کرنی چاہئے بلکہ ضرور کچھ دینا چاہئے۔ اور یہ سارنگی اس بچارے کا مانگنے کے لئے ایک ذریعہ ہے تاکہ گھر والوں کو پتہ ہو جاوے کہ فقیر کچھ مانگتا ہے۔

(رجسٹر روایات نمبر ۱۲ صفحہ ۳۰۳ تا ۳۰۴)

عجیب اخلاق حسنہ ہیں۔ کوئی مثال اس کی دنیا میں دکھائی نہیں دیتی۔ اخلاق ہی کے زور سے انشاء اللہ آپ نے دنیا فتح کرنی ہے۔

حضرت شیخ زین العابدین صاحبؓ

ابن شیخ فتح محمد صاحب سکنہ تھہ غلام نبی ضلع گورداسپور

تعارف:۔ آپؓ حضرت حافظ حامد علی صاحبؓ (فیض اللہ چک) کے بھائی تھے۔ ۱۸۹۴ء میں بیعت کی سعادت پائی۔

آپؓ حضورؑ کے ارشاد پر اپنے بھائی میاں حامد علی کے ساتھ سمندری جہاز پر افریقہ چلے گئے۔ یہ کیوں گئے؟ یہ ایک لمبی روایت ہے اس کو میں نے چھوڑ دیا ہے۔ کیونکہ اس سے پھر الجھن پیدا ہو جانی تھی لیکن جو اگلا واقعہ ہے وہ ایک حیرت انگیز خدا تعالیٰ کا نشان ہے کہ کچھ سمجھ نہیں آتی کس طرح خدا تعالیٰ اپنی شان سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منہ کی باتوں کو پورا کیا کرتا تھا۔ آپ حضورؑ کے ارشاد پر جب گئے تو بمبئی سے جب جہاز چلا تو اس میں ایک ہزار کے قریب وہ لوگ تھے جو بھرتی ہو کر ملازمت کے سلسلہ میں افریقہ جا رہے تھے۔ ابھی جہاز کو ممباسہ پہنچنے میں چار روز باقی تھے رات بارہ بجے کا وقت تھا۔ میں سویا ہوا تھا اور میرا بھائی جاگتا تھا کہ کپتان نے آواز دے کر لوگوں کو کہا کہ جہاز ڈوبنے لگا ہے اور اس کے بچنے کی کوئی امید نہیں، سارے لوگ دعا کرو۔ لوگ رونے چیخنے لگ گئے۔ میاں حامد علی نے مجھے بھی جگایا۔ میں نے لوگوں کو روتے دیکھ کر پوچھا کہ کیا بات ہے۔ حافظ صاحب نے کہا میں تب بتاؤں گا اگر آپ غم نہ کریں۔ میں نے کہا غم کی کوئی بات نہیں، آپ بتائیں کہ لوگ روتے کیوں ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ جہاز غرق ہو رہا ہے۔ کپتان نے اعلان کر دیا ہے کہ اب معاملہ ہماری طاقت سے باہر ہو چکا ہے۔ میں نے کہا خدا تعالیٰ کے ایک مامور نے مجھے کہا ہے کہ تو اور تیرا بھائی افریقہ جاؤ۔ وہاں سے صحیح و سلامت اور فائدہ حاصل کر کے آؤ گے۔ لہٰذا یہ جہاز ہرگز ہرگز غرق نہیں ہو سکتا۔ ہاں ہم دو وجودوں کی خاطر اللہ تعالیٰ اس جہاز کو غرق ہونے سے بچا لے گا۔

اب دیکھیں خدا کی تقدیر کس شان سے دو رنگ میں پوری ہوئی۔ جب تک یہ جہاز پر سوار رہے اس وقت تک یہ جہاز غرق نہیں ہوا۔

قریباً ایک گھنٹہ کے بعد پھر کپتان نے آواز دی کہ اب جہاز خطرہ سے نکل چکا ہے، بے فکر ہو جاؤ۔ قریباً چوتھے دن ہم ساحل پر اتر گئے اور جہاز آٹھ دن وہاں ہی کھڑا رہا، پھر آگے چلا۔ ابھی ایک ہی دن کا سفر طے کیا تھا کہ وہ جہاز غرق ہو گیا۔ ہندوستان کے اخبار والوں نے خبر شائع کر دی کہ وہ جہاز جس میں لوگ بھرتی ہو کر گئے تھے، غرق ہو گیا ہے۔

اب یہ بھی تو معجزہ ہی معجزہ ہے۔ اب یہ دیکھیں کیسا کامل یقین تھا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو۔ یہ واقعہ اس معجزہ کی شان میں مزید اضافہ کر رہا ہے۔ 'ہندوستان کے اخبار والوں نے خبر شائع کر دی کہ وہ جہاز جس میں لوگ بھرتی ہو کر گئے تھے، غرق ہو گیا ہے۔ میرے چچا شہاب الدین صاحب منیاری کا سامان لینے کے لئے بٹالہ گئے۔ وہاں سے اخبار میں یہ خبر پڑھی کہ وہ جہاز غرق ہو گیا ہے۔ گھر آئے اور ہمارے بڑے بھائی فقیر علی صاحب سے ذکر کیا کہ میں پڑھ آیا ہوں کہ جہاز غرق ہو گیا ہے۔ عورتوں کو نہیں بتانا چاہئے مگر حضرت صاحب تک خبر کا پہنچانا ضروری ہے۔ وہ دونوں قادیان آئے اور حضور کو دیکھ کر ہی رونے لگ پڑے۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ بات کیا ہے؟ کیوں روتے ہو؟۔ انہوں نے کہا کہ یہ خبر ہم پڑھ کر آئے ہیں۔ ہمارے دونوں بھائی غرق ہو گئے ہوں گے۔ فرمایا، وہ ہرگز غرق نہیں ہوئے، وہ زندہ ہیں، جاؤ اور جا کر دیکھو تمہارے گھر پر جو ڈاک آئے گی، اس میں ضرور تمہارے بھائیوں کا خط ہو گا۔ اور میری طرف بھی خط آ رہا ہے۔ اگر پہلے مجھے پہنچا تو میں آپ کو پہنچا دوں گا اور اگر آپ کو پہلے مل گیا تو مجھے پہنچا دینا۔ چنانچہ جب ہمارے چچا اور بھائی گاؤں میں پہنچے تو ہمارا خط انہیں مل گیا۔

آپؓ مزید بیان کرتے ہیں کہ:

"ہمیں افریقہ رہتے رہتے چھ ماہ کا عرصہ گزر گیا تو وہاں ایک خطرناک بیماری مروڑوں کی پھوٹ پڑی اور جس کو مروڑ لگتے تھے مزدور اُس کی قبر کھودنا شروع کر دیتے تھے۔ ایک شخص کی مثال بھی ایسی نہیں مل سکتی تھی کہ اسے مروڑ لگے ہوں اور وہ بچ گیا ہو۔ جس شخص کو پہلا دست آتا تھا، وہ کام چھوڑ دیتا تھا اور اسے یقین ہو جاتا تھا کہ اب میری وفات کا وقت بالکل قریب ہے اور مزدور قبر کھودنے چلے جاتے تھے اور جب واپس آتے تھے تو لاش تیار ہوتی تھی۔

ایک دفعہ حافظ صاحب کام کر رہے تھے کہ انہیں بھی مروڑ لگ گئے۔ حافظ صاحب بہت گھبرائے اور کام چھوڑ کر ڈیرہ میں آ گئے اور مجھے کہا کہ اب میں چند گھنٹے کا مہمان ہوں، اگر کوئی چارہ چل سکتا ہو تو چلا لو۔ میں نے کہا کہ ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ آپ ہرگز نہیں مر سکتے۔ حضرت صاحب نے مجھے خود فرمایا ہے کہ تم

جرمنی میں دنیا بھر کے لیے سستے ٹیلیفون کی سہولت

ہم اپنے کرم فرماؤں کو مطلع کرنا چاہتے ہیں کہ دنیا بھر میں کہیں بھی فون کرنا ہو تو
فون کارڈ کی سہولت سے فائدہ اٹھائیں اور کم دام میں زیادہ وقت اپنے عزیزوں کے ساتھ بات کریں

(۳۴ منٹ ۳۰ مارک میں)

اسی طرح ہم جرمنی بھر میں دلچسپی رکھنے والے احباب کو سستے فون کی دوکانیں کھول کر دینے کو بھی تیار ہیں۔ ایسے احباب تفصیلات کے لئے ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔ فون کارڈ پوسٹ کے ذریعہ بھی منگوائے جا سکتے ہیں۔ ہم فون کارڈ تھوک کے ریٹ پر بھی فروخت کرتے ہیں۔

پروپرائٹر: مسعود احمد

فون: 0171-9073453 06233-46688

MF Gastro Inhaber: Mazhar Farooq
Gastronomie-Einrichtungen
Mainzer Straße 13
64521 Groß-Gerau
Telefon (0 6152) 92 68 86
Telefax (0 6152) 92 68 86
Mobil (0177) 215 43 16

Kaffeemaschinen
Aufschnittmaschinen
Hähnchengrills
Wandhauben
Pizzaöfen
Umluftkühlschränke
Spülmaschinen
Kühltheken
Kühlzellen
Teigknetmaschinen
Teigausrollmaschinen
Gyrosgrills usw.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
جرمنی میں
احمدی بھائیوں کی اپنی دوکان
کم قیمت میں معیاری سامان
نیز سروس اور ٹرانسپورٹ کا انتظام

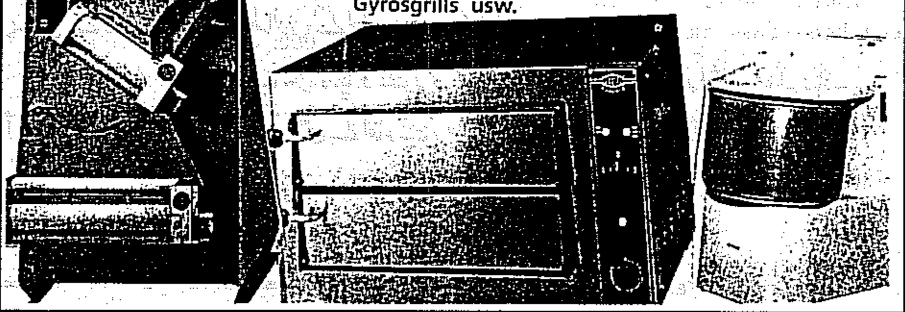

زندہ رہو گے اور فائدہ حاصل کر کے واپس آؤ گے۔ حافظ صاحب نے کہا کہ شاید ان الفاظ کا کچھ اور مطلب ہو۔ میں نے کہا آپ کے متعلق تو حضرت صاحب کا الہام بھی ہے اور ایسا ہر گز نہیں ہو سکتا کہ افریقہ میں آپ فوت ہو جائیں۔ خیر وہ بہت گھبرائے۔ میں نے کہا کہ کیا آپ برداشت کر لیں گے کہ دو چار گھنٹہ میں آپ سے جدا رہوں۔ کہنے لگے اچھا جیسے آپ کی مرضی مگر مجھے پانی دینے کے لئے کسی آدمی کے سپرد کر جاؤ۔ میں نے ایک مزدور کو کہا کہ میرے بھائی کو پانی دینا۔ مزدوروں نے مجھے کہا کہ کیا آپ کے بھائی کی قبر کھود دی جائے؟ میں نے کہا ہر گز نہیں۔ حضرت مرزا صاحب کا الہام ہے کہ یہ زندہ واپس ہندوستان جائے گا۔ اس کی قبر افریقہ میں ہر گز نہیں ہو سکتی۔ انہوں نے کہا تم مرزائی لوگ یونہی مرزا صاحب کی کرامات بیان کرتے رہتے ہو۔ اگر یہ شخص بچ گیا تو ہم یقین کریں گے کہ تمہارا مرزا سچا ہے۔ میں نے کہا میرا بھائی ہر گز نہیں مرے گا۔ تم ہر گز قبر تیار نہ کرنا۔

خیر میں وہاں سے چل پڑا۔ میں سارا راستہ روتا گیا اور قرآن مجید پڑھتا گیا۔ جب میں واپس پہنچا اور ضروری برتن لے کر گاڑی پر اپنے بھائی سمیت سوار ہو گیا اور ممباسہ شہر میں پہنچا۔ وہاں تین چالیس آدمی ہماری جماعت کے تھے۔ جب انہوں نے سنا کہ جمعدار حامد علی اور ان کا بھائی آیا ہے تو سارے استقبال کے لئے آ گئے۔ اور اس طرح محبت سے پیش آئے کہ سگے بھائی ہر گز ایسی محبت کا مظاہرہ نہیں کر سکتے۔

میں نے کہا کہ حضرت صاحب نے ایسا فرمایا تھا کہ تم دونوں زندہ اور فائدہ حاصل کر کے واپس آؤ گے۔ اس پر تمام دوست خوشی سے اچھل پڑے اور کہنے لگے کہ پھر تمہیں کوئی غم نہیں، تم ضرور زندہ رہو گے، مگر دعا کرنے کا چونکہ حکم ہے اس لئے ہم دعا کرتے ہیں۔ صبح تک تمام بھائیوں نے دعا کی اور خدا تعالیٰ کے فضل سے بھائی صاحب بالکل تندرست ہو گئے۔ ہم نے بڑی خوشی منائی اور ساری جماعت کی ضیافت کی جس پر ہمارا قریباً دو سو روپیہ خرچ آیا۔ ایک سو روپیہ ہم نے حضرت صاحب کی خدمت میں بھی ارسال کر دیا"۔

(روایات صحابہ رجسٹر نمبر ۱۱۔ صفحہ ۵۰ تا ۵۸)

حضرت بھائی عبدالرحیم صاحب قادیانیؓ نو مسلم سابق جگت سنگھ

تعارف:۔ آپ ۱۸۷۳ء میں سردار چندر سنگھ صاحب کے ہاں پیدا ہوئے اور ۹ر جولائی ۱۹۵۷ء کو وفات پائی۔ آپ کو سردار فضل حق صاحبؓ سابق سردار سندر سنگھ کے ذریعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خبر ملی جو دراصل دل ہی دل میں اسلام لا چکے تھے۔ آپ فرماتے ہیں:

بفضلہ پہلے ۱۸۹۴ء میں قادیان میں تحقیقات امور مذہبی کے لئے مجھے آنا پڑا۔ چنانچہ میں جبکہ رخصت پر اپنے گاؤں جانا چاہتا تھا پہلے قادیان میں آیا اور آٹھ سات دن یہاں رہا۔ بازار میں ایک بوڑھے ہندو کے کھانا کھاتا جو مسیح موعودؑ کے ارشاد کے ماتحت ایسا کرتا تھا۔ اس سے بھی میں نے مسیح موعودؑ کے حالات کے متعلق ذکر کیا کہ آپ کے نزدیک آپ (یعنی حضرت مرزا صاحب) کیسے آدمی ہیں؟ تو اس نے ذکرِ خیر سے اطمینان دلایا غالباً ان کا نام بشن داس تھا اچھی لمبی داڑھی تھی۔ میں نے رو کر دُعا کی اور حضرت خلیفہ اول سے دریافت کیا کہ کیا اگر میں کچھ عرصہ اسی حالت میں رہوں اور اب بیعت کر لوں تو ایسا ممکن ہے؟ آپ نے فرمایا کہ میں حضرت صاحب سے دریافت کر کے بتا سکتا ہوں۔ (یہ حضرت خلیفۃ المسیح اول کے ادب کا مقام تھا۔ سادہ سی بات تھی لیکن کہا میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے پوچھے بغیر اس کا جواب نہیں دے سکتا۔) آپ نے ذکر کیا اور ظہر کی نماز کے بعد شرف بیعت سے میری عزت افزائی ہو کر دعا کی گئی۔ آپ نے فرمایا اب اپنے آپ کو اسلام میں سمجھو۔ میں نے عرض کی حضور میں جلدی کوشش کرونگا۔

اپنے رسالہ میں واپس از رخصت ہونے پر میں نے چوری چوری نمازیں بھی ادا کرنا شروع کیں اور حضرت مسیح موعودؑ سے یہ بھی دریافت کیا کہ میں اگر اسی حالت میں رہوں اور اسلامی شعار حتی المقدور ادا کرتا رہوں تو نجات ہو سکے گی کہ نہیں۔ اس کا جواب مجھ کو یہ ملا کہ ایسا ہونا ناممکن ہے۔ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے رحم اور فضل سے وہ دنیاوی ترقی کے دن اور ساری ترقی کے خیالات میرے دل سے نکال لئے اور چند دنوں کے بعد جب رمضان کا مہینہ آیا تو میں نے روزے رکھنے شروع کر دئے۔ میرے مہربانوں کو جب معلوم ہوا تو ایک شور برپا ہو گیا اور سردار ٹرپ نے آنکھیں لال پیلی نکالنی شروع کیں۔ دھمکیاں دیں حکومت کا زور دکھایا اور کرنیل صاحب بہادر رسالہ کو بہت کچھ اکسایا۔ آخر تنگ ہونے پر میں نے استعفیٰ دیدیا اور سیدھا قادیان کا ٹکٹ (یعنی بٹالہ تک کا) فوراً ہی لینا پسند کیا......

آریہ ماسٹر نے ایک دفعہ میرے ساتھ کلام کرتے ہوئے بطور تمسخر اللہ تعالیٰ کی بے ادبی کی حضرت صاحب کو پتہ لگا تو مجھ کو بلوایا اور دریافت کیا کہ اس نے کیا کہا۔ میں نے ذکر کر دیا فرمایا دعا ہی کرو۔ وہ آریہ پھر پلیگ سے مرا اور کچھ اسکے اور دوست بھی مرے۔ سردار سندر سنگھ (فضل حق صاحب) میرے اسلام لانے سے قریباً ۴ سال بعد کھلم کھلا باقاعدہ اسلام میں داخل ہوئے۔ میں نے جب کبھی حضور سے دعا کے لئے عرض کی تو ہمیشہ یہی فرمایا کہ آپ دعا کریں۔ ہمارا دوست تو نالی میں گرا ہوا ہو تو ہم اس کو کندھوں پر اٹھا کر لائیں۔

کسب اور روزگار کے متعلق اور سادگی کے متعلق بارہا میں نے سنا۔ آپ فرمایا کرتے تھے مومن کا کیا ہے کوئلے لکڑی بیچ کر چنے کھا کر گزارہ کر سکتا ہے۔ دینی تصنیف میں شب بیداری فرما لیتے تھے اور دن کو بھی سخت مجاہدہ کرتے تھے۔ عربی زبان ام الالسنہ ہے اس کیلئے شام کی نماز کے بعد عشاء تک بلکہ اس سے آگے اچھی رات تک چھوٹی مسجد میں الفاظ کا مقابلہ کر کے عربی الفاظ کو اصل ثابت کرتے تھے۔ مہمان نوازی میں خود خدمت سے عار نہ کرتے تھے۔ اپنے ہاتھ سے چیزیں لا کر دیتے تھے۔ چھوٹی مسجد میں احباب کے ساتھ مدتوں مل کر کھانا تناول فرمایا کرتے تھے۔ لقمہ تو شاید ہی منہ بھر کر کھاتے تھے نہایت چھوٹے چھوٹے ریزے کر لیتے تھے ایسے ریزے ذرا سالن سے لگا کر کبھی کبھی منہ میں ڈال لیا کرتے تھے۔ اپنے آگے سے احباب کے آگے رکھتے جاتے تھے۔ مقصود لوگوں کو ہی کھلانا ہوتا تھا۔ خود صرف بہلاوہ سا رہتا تھا۔.

آپ کی طبیعت اور جسم میں کسل بالکل نہ تھا۔ مرزا ایوب بیگ اور مرزا یعقوب بیگ نے جب چولے باوانانک صاحب کا شام کے بعد ذکر کیا تو آپ صبح ہی چند اصحاب کو یکّوں میں سوار کرا کر فوراً یلغار کرتے ہوئے وہاں پہنچے۔ ظہر عصر کی نماز وہاں پڑھی اور درشن چولہ صاحب کے بعد اسی دن قادیان واپس پہنچ گئے۔ اسی طرح ہر سہائے مقام میں جو ضلع فیروزپور میں ہے ایک پوتھی گدی والوں کے پاس جوان کے بزرگوں سے بطور ورثہ مقدس سمجھ کر امانتاً آ رہی تھی اس کا علم آپ کو جب ہوا تو چند اصحاب کو فوراً وہاں بھجوا دیا گیا اور وہ اس پوتھی کو دیکھ کر آنکھیں ٹھنڈی لیکر واپس آئے۔

ضروری تصنیف کے اوقات میں آپ نے تین چار مہینے تک قریباً ظہر عصر کو اکثر دفعہ جمع کیا تھا۔ نمازیں اول وقت میں ہی ادا ہو جاتی تھیں بالخصوص مولوی عبدالکریم صاحب کے زمانہ میں۔ ایام جلسہ میں سب مہمانوں کو ایک قسم کا کھانا ہی دینا آپ کو پسندیدہ تھا سوائے کسی فرد کی خاص ضرورت کے۔ ایک جلسہ کے اخراجات مجھ کو پیشگی دیکر فرمایا تھا کہ سب کو ایک قسم کا کھانا دیں۔ مجھے یاد ہے کہ مبلغ پانچ سو روپے سے شاید ہی کچھ بچا ہو۔ اس وقت یہ کثرت نہ تھی۔ ظہر کی نماز کے بعد کچھ دیر آپ اکثر مسجد میں تشریف رکھتے اور لطیف نکات بیان فرمایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ ایک شخص کو میں نے اور حضرت میر ناصر نواب صاحب نے ذرا بدنی سزا دی تو آپ نے اتنی ہمدردی کے لئے تقریر کی کہ ہم نے اس شخص سے معافی مانگی اور اس کو خوش کرنے کی ندامت بھرے دل سے کوشش کی۔

فتن سے بچنے کی اکثر تاکید رہتی تھی۔ آپ کی طبیعت میں صلح و آشتی کا خمیر کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ سکھوں نے بارہا مہمانوں کو تکلیفیں دیں آپ کے متبعین کو ستایا لیکن جب مقدمات میں قانونی فردِ جرم ان پر عائد ہوئی تو انہوں نے معافی کے لئے وفد کی صورت اختیار کر کے سارا کیا کرایا چند لمحوں میں معاف کروالیا۔ قتل کا الزام آپ پر لگایا گیا لیکن خون کے پیاسے دشمن مولوی کی ذاتیات پر جب وکیل نے جرح شروع کی تو آپ نے اپنے وکیل کو روک دیا۔ یہ حیا کا پہلو آپکی بے ضرر سلیم فطرت پر بڑی صفائی سے اظہر من الشمس گواہی دے رہا ہے۔ راستی اور راست گوئی میں آپ مشہور تھے اپنے نقصان کی پرواہ، راستی کے رکھنے میں آپ نہیں کیا کرتے تھے۔ واقعات نے بارہا اس کی شہادت دی تھی۔ شام کی نماز کے بعد عشاء تک آپ ضرور باہر مسجد میں تشریف رکھتے اور دینی مسائل اور کسی دینی پہلو پر بطور تربیت اونچی آواز سے تقریر فرمادیا کرتے۔ آپکی آواز بڑی اونچی تھی اور جوش سے بھری ہوئی ہوتی تھی۔ دین اسلام کی حمایت کے لئے آپ کو بڑا ہی محنتی وجود دیکھا گیا تھا۔ آپکی تصنیفات اور ہم نشیں لوگوں کی گواہی اس بارہ میں صحیح شہادت دے رہی ہیں۔

ایک دفعہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب بیمار ہوئے تو آپ نے بار بار دوائی تیار کر کے انکو پلائی انہوں نے عرض کی میرا پیٹ بھر گیا ہے کوئی ایک دوائی مفید ہو تو کافی ہے۔ آپ نے فرمایا اسی لئے تو ہم بار بار دیتے ہیں کہ کسی ایک دوائی پر بھروسہ نہ ہو جائے، اللہ تعالیٰ ہی کی طرف دھیان رہے۔

یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِیْثُ بارہا آپ کی زبان سے نکلتا رہتا تھا۔ سبحان اللہ بھی بکثرت سنا جاتا تھا۔ خاص دھن میں لگا ہوا جیسے کسی کے چہرے سے پڑھا جا سکتا ہے یہی کیفیت آپ کے چہرے کے عنوان سے نمایاں نظر آتی تھی۔ آپ بے فائدہ کلام کے عادی نہ تھے خاموشی کا پہلو غالب رہتا تھا۔ کپڑوں سے محبت یا انکی طرف خاص توجہ کا پہلو نہ تھا۔ اچھا گرم کوٹ پہنا ہوا ہے سر میں تیل بھی ہے مگر ہاتھ ضرور تا سر سے مس کر کے نیچے داڑھی اور کوٹ پر رگڑ کھاتا ہوا آ جاتا تھا۔ جوتی کی ایڑی بیٹھی ہوئی ہے۔ لوگ اپنی پگڑی یا کپڑے سے بعد سیر کے صاف کر دیتے تھے مگر آپ ان باتوں سے بالکل مستغنی تھے کہ تکلف اور بناوٹ سے کسی دنیادار آدمی کی طرح بناؤ سنگھار میں لگے ہوئے نظر آئیں۔ عورتوں کے حقوق کی خاص تاکید فرماتے تھے۔ ایک دفعہ حکیم فضل دین صاحب نے مہر کے تذکرہ میں ذکر کیا کہ حضور میری بیوی نے تو مہر معاف کر دیا ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا حکیم صاحب آپ نے ان کے حوالے کر دیا تھا۔ حکیم صاحب نے عرض کیا کہ نہیں انہوں نے ویسے ہی کہہ دیا تھا کہ مہر میں نہیں لونگی۔ حضرت صاحب نے فرمایا حکیم صاحب آپ ان کے ہاتھ میں پہلے رقم دیں پھر وہ آپ کو معاف کر دیں تو وہ معاف ہے۔ حکیم صاحب بے چاروں نے کسی سے قرض پکڑا کہ مہر تو معاف ہو ہی چکا ہے ابھی بیوی کے ہاتھ میں دے کر اور واپس آ کر یہ رقم تمہیں پکڑا دیتا ہوں۔ حکیم صاحب نے مہر کی رقم اپنی بیوی کے حوالے کر کے کہا تم نے تو مہر معاف کر دیا تھا لاؤ مجھے واپس یہ رقم دے دو۔ انہوں نے کہا کہ عورتوں کو بھی مختلف ضرورتیں درپیش رہتی ہیں اب آپ یہ رقم میرے ہی پاس رہنے دیں۔

عورتوں کو مارنا ان پر آوازہ کسنا اور ناجائز سختی کرنا آپ کو بہت ہی ناپسند تھا۔ فرمانے لگے ہم نے ایک دفعہ اونچی آواز سے ذرا کسی امر میں متنبہ کیا تھا تو دیر تک استغفار مانگنا پڑا۔ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سے بھی کسی معاملہ میں گھر کے متعلق ذرا ناجائز سختی ہوئی حضرت مسیح موعودؑ کو الہام ہوا۔ "یہ طریق اچھا نہیں۔ اس سے روک دیا جائے مسلمانوں کے لیڈر عبدالکریم کو"۔

لاہور میں بیمار ہونے پر جب میں پہنچا تو مجھے دیکھ کر حسبِ عادت مسکرائے اور اشارہ کیا کہ دباؤ۔ اسوقت آپ کلام نہ کر سکتے تھے۔ آخر رفیق اعلیٰ کے لقاء کیلئے رحلت فرمائی۔ غسل میں بھی مجھے کچھ حصہ ملا۔

(رجسٹر روایات نمبر ۵ صفحہ ۱۷۳ تا ۱۸۰)

اللھم صلّ علیٰ محمدٍ و بارك وسلم انك حمیدٌ مجیدٌ

(باقی آئندہ شمارہ میں انشاء اللہ)

تفسیر قرآن و مفسّرین

(برھان احمدظفر۔ قادیان)

احیاءِ موتیٰ

خداتعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

"وَاِذْ قَالَ اِبْرَاهِيْمُ رَبِّ اَرِنِي كَيْفَ تُحْيِ الْمَوْتٰي. قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ. قَالَ بَلٰي وَلٰكِنْ لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِيْ. قَالَ فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّيْرِ فَصُرْهُنَّ اِلَيْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰي كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَاْتِيْنَكَ سَعْيًا. وَاعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ"۔(البقرۃ آیت ۲۶۱)

اس آیت کا ترجمہ یہ ہے:

"اور (کیا تُو نے اس پر بھی غور کیا) جب ابراہیم نے کہا اے میرے ربّ مجھے دکھلا کہ تُو مُردوں کو کیسے زندہ کرتا ہے۔ اُس نے کہا کیا تو ایمان نہیں لا چکا؟ اُس نے کہا کیوں نہیں مگر اس لئے (پوچھا ہے) کہ میرا دل مطمئن ہو جائے۔ اس نے کہا تُو چار پرندے پکڑ لے اور انہیں اپنے ساتھ مانوس کر لے۔ پھر ان میں سے ایک ایک کو ہر پہاڑ پر چھوڑ دے۔ پھر انہیں بُلا، وہ جلدی کرتے ہوئے تیری طرف چلے آئیں گے۔ اور جان لے کہ اللہ کامل غلبہ والا (اور) بہت حکمت والا ہے۔

مفسرین نے اس آیت میں بیان واقعہ کی عجیب و غریب تفسیر بیان کی ہے۔ ذیل میں ہم بعض مفسرین کی تفاسیر درج کرتے ہیں جن کے باہم موازنہ سے احمدیہ تفسیر قرآن کی عظمت و فوقیت نمایاں ہو جاتی ہے۔

اشرف علی تھانوی صاحب کی تفسیر

اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے مولانا اشرف علی تھانوی صاحب تحریر کرتے ہیں:

"یہ تیسرا واقعہ ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام پر ملک بابل سے ہجرت کر کے ملک شام میں آنے کے بعد گزرا۔ حضرت ابراہیمؑ کو ہر چند خدا کے فرمانے کی وجہ سے یقین تھا کہ آدمی مر کر گو اس کے اجزاء مخلوط ہو جائیں، ہوا میں ہوا اور خاک میں خاک اور پانی میں پانی، آگ میں آگ مل جائے مگر خدا اس کو زندہ کرے گا اور اس کے اجزاء کو جمع کرے گا لیکن بمقتضائے بشریت یہ بات گونہ عجب معلوم ہوتی تھی۔ اس لئے خدا سے سوال کیا کہ مجھ کو دکھا تو کس طرح سے مردوں کو زندہ کرے گا۔ خدا نے فرمایا تجھ کو یقین نہیں۔ عرض کیا یقین تو ہے لیکن اطمینان قلب کے لئے سوال کرتا ہوں کہ اس امر کا مشاہدہ بھی کر لوں تاکہ عین الیقین کا مرتبہ حاصل ہو جائے۔ خدا نے فرمایا تو چار پرندے لے کر چند روز اس کو اپنے پاس رکھ پھر سب کا قیمہ بنا کر تھوڑا تھوڑا پہاڑ کے مختلف ٹیلوں پہ رکھ دے اور پھر ہر ایک کو بلا تیرے پاس ہر ایک جانور دوڑ کر چلا آوے گا۔ چنانچہ حضرت ابراہیم نے مور اور کبوتر اور مرغ اور کوّا لیا اور اسی طرح کیا۔ پھر جس کو پکارا اس کے اجزاء مجتمع ہو کر زندہ ہوا اور ابراہیم کے پاس دوڑتا ہوا چلا آیا۔ اس امر کے مشاہدہ سے حضرت ابراہیمؑ کا یقین کامل ہو گیا۔ اگرچہ ان چار پرندوں کے لینے کی وجہ اور ان کے نام کسی صحیح حدیث سے معلوم نہیں ہوئے مگر علماء کے اقوال سے یہ نام جو اوپر گزرے ثابت ہوئے ہیں"۔

(ترجمہ وتفسیر مولانا اشرف علی صاحب تھانوی حاشیہ صفحہ ۵۹ مطبوعہ کتب خانہ رشیدیہ دہلی)

مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کو تسلیم ہے کہ انہوں نے جن چار پرندوں مور، کبوتر، مرغ اور کوّے کے قیمہ بنانے کا قصّہ بیان کیا ہے۔ ان میں سے کسی پرندے کا نام کسی صحیح حدیث میں مذکور نہیں ہے۔

احمد رضا خان صاحب بریلوی کی تفسیر

جناب احمد رضا خان صاحب بریلوی کے ترجمۃ القرآن کے حاشیہ میں درج ہے کہ:

"مفسرین نے لکھا ہے کہ سمندر کے کنارے ایک آدمی مرا پڑا تھا جو ار بھاٹے میں سمندر کا پانی چڑھتا اترتا رہتا ہے۔ جب پانی چڑھتا تو مچھلیاں اس لاش کو کھاتیں۔ جب اتر جاتا تو جنگل کے درندے کھاتے۔ جب درندے جاتے تو پرندے کھاتے۔ حضرت ابراہیمؑ نے یہ ملاحظہ فرمایا تو آپ کو شوق ہوا کہ آپ ملاحظہ فرمائیں کہ مردے کس طرح زندہ کئے جائیں گے۔ آپ نے بارگاہ الٰہی میں عرض کیا یارب مجھے یقین ہے کہ تو مردوں کو زندہ فرمائے گا اور ان کے اجزاء کو دریائی جانوروں اور درندوں کے پیٹ اور پرندوں کی پوٹوں سے جمع فرمائے گا لیکن میں یہ عجیب منظر دیکھنے کی آرزو رکھتا ہوں۔ مفسرین کا قول یہ بھی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خلیل کیا ملک الموت حضرت رب عزت سے اذن لے کر آپ کو یہ بشارت سنانے آئے۔ آپ نے بشارت سن کر اللہ کی حمد کی اور ملک الموت سے فرمایا کہ اس خُلّت کی علامت کیا ہے۔ انہوں نے عرض کیا یہ کہ اللہ تعالیٰ آپ کی دعا قبول فرمائے اور آپ کے سوال پہ مردے زندہ کرے۔ تب آپ نے یہ دعا کی۔ (خازن)

اللہ تعالیٰ عالم غیب و شہادت ہے۔ اس کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے کمال ایمان و یقین کا علم ہے۔ باوجود اس کے یہ سوال فرمانا کہ تجھے یقین نہیں اسلئے ہے کہ سامعین کو سوال کا مقصد معلوم ہو جائے اور وہ جان لیں کہ یہ سوال کسی شک و شبہ کی بنا پر نہ تھا (بیضاوی و جمل وغیرہ) اور انتظار کی بے چینی رفع ہو۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس علامت سے میرے دل کو تسکین ہو جائے کہ تو نے مجھے اپنا خلیل بنایا تاکہ اچھی طرح شناخت ہو جائے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے چار پرندے لئے۔ مور، مرغ، کبوتر اور کوا۔ انہیں بحکم الٰہی ذبح کیا، ان کے پر اکھاڑے اور قیمہ کر کے ان کے اجزاء باہم خلط ملط کر دئے اور اس مجموعہ کے کئی حصے کر کے ایک ایک پہاڑ پر رکھا اور سر سب کے اپنے پاس محفوظ رکھے۔ پھر فرمایا چلے آؤ۔ حکم الٰہی سے یہ فرماتے ہی وہ اجزاء اڑے اور ہر ہر جانور کے اجزاء علیحدہ علیحدہ ہو کر اپنی ترتیب سے جمع ہوئے اور پرندوں کی شکلیں بن کر اپنے پاؤں سے دوڑتے حاضر ہوئے اور اپنے اپنے سروں سے مل کر بعینہٖ پہلے کی طرح مکمل ہو کر اڑ گئے۔ سبحان اللہ"۔

(کنزالایمان ترجمہ از مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی، مطبوعہ فرید بک ڈپو دہلی۔ حاشیہ صفحہ ۶۵،۶۶)

شیعہ عالم سید مقبول احمد صاحب دھلوی کی تفسیر

شیعہ عالم جناب سید مقبول احمد صاحب دہلوی اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"کیفَ تُحی المَوتی کافی اور تفسیر عیاسی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ جب ابراہیمؑ آسمان و زمین کی نشانیاں دیکھ رہے تھے ان کی نظر سمندر کے کنارے ایک مردہ جانور پر پڑی جو آدھا تو پانی میں تھا اور آدھا خشکی میں۔ سمندر کے جانور آ آ کر پانی میں جو حصہ تھا اسے کھا کھا جاتے تھے اور پھر وہاں سے ہٹ کر ایک دوسرے پر حملہ کرتے اور کھا جاتے تھے اور خشکی کے جانور آ کر خشکی والے حصے کو کھا کھا جاتے تھے اور پھر ہٹ کر ایک دوسرے پر حملہ کرتے اور ایک دوسرے کو کھا کھا جاتے تھے۔ جناب ابراہیم کو اس معاملہ میں تعجب ہوا اور انہوں نے عرض کی کہ پروردگار عالم تو مجھے دکھادے کہ تو مردوں کو کیونکر زندہ کرتا ہے اور مقصد یہ تھا کہ ایک نے دوسرے کو اور دوسرے نے تیسرے کو کھا لیا ہے تو اجزاء اس قدر مخلوط ہو گئے کہ ان کا پھر بجائے خود لوٹنا تعجب خیز ہے۔ پروردگار عالم نے سوال کیا کہ کیا تم ایمان نہیں لائے۔ عرض کی ایمان میں فرق نہیں ہے بلکہ اطمینان قلب چاہتا ہوں کہ اس واقعہ کو بھی اس طرح دیکھ لوں جس طرح اور سب چیزوں کو دیکھتا ہوں۔ حکم ہوا کہ چار پرندے لے کر ان کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالو اور ان ٹکڑوں کو خوب مخلوط کر لو جس طرح اس مردار کے اجزاء درندوں کے پیٹ میں مخلوط ہو گئے ہیں۔ پھر ان ٹکڑوں کو مختلف پہاڑوں پر پھیلا دو۔ پھر بلاؤ اور دیکھو کہ وہ کس طرح دوڑے چلے آتے ہیں۔ جناب امام رضا علیہ السلام کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ چار پرندے گدھ، بطخ، مور اور مرغ تھا"۔

(ترجمہ و تفسیر جناب مولانا سید مقبول احمد صاحب دہلوی صفحہ ۶۷ حاشیہ۔ مطبوعات تبلیغات ایمانی ہند۔ ۵۹ نجفی ہاؤس نشان پاڑہ روڈ بمبئی۔۹)

قارئین نوٹ فرمائیں کہ جناب اشرف علی تھانوی صاحب اور احمد رضا خان بریلوی صاحب کے نزدیک تو وہ چار پرندے مور، کبوتر، مرغ اور کوّا تھے لیکن سید مقبول احمد صاحب کے نزدیک وہ پرندے گدھ، بطخ، مور اور مرغ تھے۔ اسی طرح احمد رضا خان صاحب کے بیان کردہ قصہ میں سمندر کے کنارے لاش ایک آدمی کی تھی مگر سید مقبول احمد صاحب کے نزدیک وہ ایک مردہ جانور تھا۔

مودودی صاحب کی تفسیر

جناب ابوالاعلیٰ مودودی صاحب اپنی "تفہیم القرآن" میں آیت مذکورہ بالا کے تحت لکھتے ہیں:-

"اس واقعہ اور اوپر کے واقعہ کی بعض لوگوں نے عجیب و غریب تاویلیں کی ہیں لیکن انبیاء علیہم السلام کے ساتھ اللہ کا جو معاملہ ہے اسے اگر اچھی طرح ذہن نشین کر لیا جائے تو کسی کھینچ تان کی ضرورت پیش نہیں آسکتی۔ عام اہل ایمان کو اس زندگی میں جو خدمت انجام دینی ہے اس کے لئے تو محض ایمان بالغیب (بے دیکھے ماننا) کافی ہے لیکن انبیاء کو جو خدمت اللہ نے سپرد کی تھی اس کے لئے ضروری تھا کہ وہ اپنی آنکھوں سے وہ حقیقتیں دیکھ لیتے ہیں جن پر ایمان لانے کی دعوت انہیں دنیا کو دینی تھی۔ ان کو دنیا کو پورے زور کے ساتھ یہ کہنا تھا کہ تم لوگ تو قیاسات دوڑاتے ہو مگر ہم آنکھوں دیکھی بات کہہ رہے ہیں۔ تمہارے پاس گمان ہے اور ہمارے پاس علم ہے۔ تم اندھے ہو ہم بینا ہیں۔ اس لئے انبیاء کے سامنے فرشتے عیاناً آئے ہیں ان کو آسمان و زمین کے نظام حکومت (ملکوت) کا مشاہدہ کرایا گیا ہے، ان کو جنت اور دوزخ آنکھوں سے دکھائی گئی ہے، اور بعث بعد الموت کا ان کے سامنے مظاہرہ کر کے دکھایا گیا ہے۔ ایمان بالغیب کی منزل سے یہ حضرات منصب نبوت پر مامور ہونے سے پہلے گزر چکے ہوتے ہیں۔ نبی ہونے کے بعد ان کو ایمان بالشہادۃ کی نعمت دی جاتی ہے اور یہ نعمت انہی کے ساتھ مخصوص ہے"۔

(تفہیم القرآن جلد اول صفحہ ۲۰۲ مطبوعہ مرکزی مکتبہ اسلامی دہلی)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیان فرمودہ پرمعارف تفسیر

زیر نظر آیت کے متعلق حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اس قصہ پر نظر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی معرفت آپ سے بھی بڑی ہوئی تھی۔ یہ آیت آنحضرت ﷺ کی فضیلت کو ثابت کرتی ہے کیونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو یہ ارشاد ہوا اَوَلَمْ تُؤْمِنْ کیا تو اس پر ایمان نہیں لاتا۔ اگرچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس کا جواب یہی دیا کہ بَلٰی ہاں میں

ایمان لاتا ہوں مگر اطمینان قلب چاہتا ہوں۔ لیکن آنحضرت ﷺ نے کبھی ایسا سوال نہ کیا اور نہ جواب دینے کی ضرورت پڑی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ پہلے ہی سے ایمان کے انتہائی مرتبہ اطمینان اور عرفان پر پہنچے ہوئے تھے اور یہی وجہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اَدَّبَنِیْ رَبِّیْ فَاَحْسَنَ اَدَبِیْ۔ تو یہ آیت آنحضرت ﷺ کی فضیلت کو ثابت کرتی ہے۔

ہاں اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بھی ایک خوبی اس میں پائی جاتی ہے اور وہ یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے یہ سوال کیا کہ اَوَلَمْ تُؤمِن تو انہوں نے یہ نہیں کہا کہ میں اس پر ایمان نہیں رکھتا بلکہ یہ کہا کہ ایمان تو رکھتا ہوں مگر اطمینان چاہتا ہوں۔

پس جب ایک شخص ایک شرطی اقتراح پیش کرے اور پھر یہ کہے کہ میں اطمینانِ قلب چاہتا ہوں تو وہ اس سے استدلال نہیں کر سکتا۔ کیونکہ شرطی اقتراح پیش کرنے والا تو ادنیٰ درجہ بھی ایمان کا نہیں رکھتا بلکہ وہ تو ایمان اور تکذیب کے (درمیانی) مقام پر ہے اور تسلیم کرنے کو مشروط بہ اقتراح کرتا ہے۔ پھر وہ کیونکر کہہ سکتا ہے کہ میں ابراہیم کی طرح اطمینان قلب چاہتا ہوں؟ ابراہیم نے تو ترقی ایمان چاہی ہے انکار نہیں کیا اور پھر اقتراح بھی نہیں کیا۔ بلکہ احیائے موتٰی کی کیفیت پوچھی ہے اور اس کو خداتعالیٰ کے سپرد کر دیا ہے۔ یہ نہیں کہا کہ اس مردہ کو زندہ کر کے دکھا یا یوں کر۔ اور پھر اس کا جواب جو اللہ تعالیٰ نے دیا ہے وہ بھی عجیب اور لطیف ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تو چار جانور لے یا ان کو اپنے ساتھ ہلا لے۔ **یہ غلطی ہے جو کہا جاتا ہے کہ ذبح کر لے کیونکہ اس میں ذبح کرنے کا لفظ نہیں۔** بلکہ اپنے ساتھ ہلا لے جیسے لوگ بٹیر یا تیتر یا بلبل کو پالتے ہیں اور اپنے ساتھ ہلا لیتے ہیں پھر وہ اپنے مالک کی آواز سنتے ہیں اور اس کے بلانے پر آجاتے ہیں۔ **اسی طرح پر حضرت ابراہیمؑ کو احیاء اماتت سے انکار نہ تھا بلکہ وہ یہ چاہتے تھے کہ مُردے خدا کی آواز کس طرح سنتے ہیں۔ اس سے انہوں نے سمجھ لیا کہ ہر چیز طبعاً اور فطرتاً اللہ تعالیٰ کی مطیع اور تابع فرمان ہے''۔**

(الحکم جلد ۷ نمبر ۸ مورخہ ۲۸/فروری ۱۹۰۳ء صفحہ ۳)

اسی طرح ایک اور جگہ ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جو پوچھا رَبِّ اَرِنِی کَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتیٰ اس سے کیا غرض ہے؟۔

جواب: اس میں اللہ تعالیٰ کا مطلب جس کو سرّ الٰہی سمجھنا چاہئے یہ ہے کہ ہر ایک چیز میری آواز سنتی ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو مُردوں کے زندہ ہونے پر کوئی شک پیدا نہیں ہوا کیونکہ ہم تو ہر روز دیکھتے ہیں کہ متعفن پانی اغذیہ میں سے جانور پیدا ہو جاتے ہیں۔ پیٹ میں بچہ پیدا ہو جاتا ہے کیا وہ پہلے مردہ نہیں ہوتا۔ پس واقعات سے انکار کرنے والا تو بڑا احمق ہوتا ہے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام تو اصل سرّ سے واقف ہونا چاہتے تھے۔ پس خداتعالیٰ نے فرمایا کہ ہر ایک چیز میری آواز سنتی ہے۔ جیسے پرندے تمہاری آواز سن کر دوڑے چلے آتے ہیں اسی طرح ہر ایک چیز میری آواز سنتی اور میرے پاس دوڑی چلی آتی ہے یہاں تک کہ ادویہ اور اغذیہ جو انسان کے پیٹ میں جاتی ہیں اور ہر ذرہ ذرہ میری آواز سنتا ہے۔ پس یہاں اللہ تعالیٰ ایمان اور معرفت کا یقین دلانا چاہتا ہے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مخلوق کو خالق سے ایک باریک کشش ہوتی ہے۔ جیسے کسی کا شعر ہے ؎

ہمہ را روئے در خدا دیدم
و آن خدا بر ہمہ ترا دیدم

...... غرض اس قصہ میں اللہ تعالیٰ کو یہ دکھانا مقصود ہے کہ ہر ایک چیز اللہ تعالیٰ کی تابع ہے اگر اس سے انکار کیا جاوے تو پھر تو خداتعالیٰ کا وجود بھی ثابت نہیں ہو سکتا۔ اخیر میں اللہ تعالیٰ کی صفت عزیز اور حکیم بیان کی ہے یعنی اس کا غلبہ قہری ایسا ہے کہ ہر ایک چیز اس کی طرف رجوع کر رہی ہے بلکہ جب خداتعالیٰ کا قرب انسان حاصل کرتا ہے تو اس انسان کی طرف بھی ایک کشش پیدا ہو جاتی ہے جس کا ثبوت سورۃ العادیات میں ہے۔ عزیز حکیم سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس کا غلبہ حکمت سے بھرا ہوا ہے ناحق کا دکھ نہیں ہے''۔

(الحکم جلد ۷ نمبر ۱۵ مورخہ ۲۴/اپریل ۱۹۰۳ء صفحہ ۹۔ بحوالہ تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام صفحہ ۳۷۶،۳۷۵)

حضرت الحاج مولانا نورالدین (خلیفۃ المسیح الاول) کی تفسیر

حضرت خلیفۃ المسیح الاول مولانا حکیم نورالدین صاحب بھیروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس آیت کی مختصر سی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا:۔

''فَخُذْ اَرْبَعَۃً مِّنَ الطَّیْرِ''۔ چار پرندوں کے لانے کا حکم دیا۔ چار کی تعداد اس لئے مناسب ہے کہ انسان کی بھی چار ہی خلطیں ہوتی ہیں۔

صُرْھُنَّ۔ صُرْ کے عربی میں دو معنے ہیں۔ ایک اپنی طرف مائل کرنا۔ ایک شعر یاد آگیا:

و ما میدالاخلاق فیھم حبلۃ
ولکن اطراف الریاح تصورھا

ابن عباس نے بھی اس کے معنے اَمِلْھُنَّ کئے ہیں۔ اِلٰی کا صلہ بھی یہی معنے چاہتا ہے۔ دوسرے معنے کچل دینے کے ہیں۔ میرے نزدیک کلام الٰہی میں جتنی وسعت ہو سکے کرنی چاہئے۔ پس دونوں معنے صحیح ہیں۔

یَاتِیْنَکَ سَعْیًا۔ پہلے کے مطابق یہ مطلب ہے کہ جب تھوڑی سی ربوبیت کا یہ اثر ہے کہ تم ان کو اپنی طرف بلاؤ تو تمہاری طرف دوڑتے آتے ہیں تو پھر رب الارباب کے بلانے سے کیوں نہ آئیں گے۔

دوسرے معنے کے لحاظ سے یہ مطلب ہے کہ خدا نے ان کو دوسرے عالم میں زندہ کیا اور یہ کیفیت کشف میں ابراہیمؑ کو دکھادی۔''

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۶/مئی ۱۹۰۹ء)

ایک دوسرے موقعہ پر فرمایا:۔

''جب حضرت خلیل نے جناب الٰہی میں عرض کیا کہ کس طرح پر ویرانی سے آبادی ہو گی تو خدا نے اپنی صفت ربوبیت کی طرف متوجہ کیا کہ تم چار پرندوں کو پالو اور انہیں اپنی طرف بلاؤ۔ چلے آئیں گے۔ اسی طرح پر میری ربوبیت ایسے اسباب مجتمع کر لے گی جو اس بستی کو آباد کر دے''۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۷ نمبر ۷ صفحہ ۳۳۳)

اسی طرح ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:

''صُرْھُنَّ: اَمِلْھُنَّ نَحْوَکَ مِنَ الصور اَی المیل۔ پس صُرْھُنَّ کے معنے ہوئے اپنی طرف مائل کر لے۔ مفردات القرآن اور کتب لغت میں ہے۔

حضرت ابراہیمؑ کو ان کے ایک سوال پر اللہ تعالیٰ نے ایک دلیل بتائی ہے کہ کس طرح مردے زندے ہونگے۔ اس پر فرمایا: دیکھ ان جانوروں کو جو جسم اور روح کا مجموعہ ہیں تیری ذرا سی پرورش کے سبب سے تیرے بلانے پر پہاڑیوں سے تیری آواز سن کر چلے آئیں گے تو کیا میں جو ان کا حقیقی مالک اور ربّ پرورش کنندہ ہوں میرے بلانے پر یہ ذرات حیوان کے جمع نہیں ہو سکیں گے۔ اس نظارہ اور فعل پر بتاؤ کیا اعتراض ہے؟

پس ترجمہ آیت کریمہ کا یہ ہوا۔ فرمایا پس لے پرندوں سے چار۔ پھر ان کو مائل کر لے اپنی طرف یعنی اپنے ساتھ ملا لے۔ پھر رکھ پہاڑی پر ان میں سے ایک ایک کو۔ پس بلا ان کو۔ تیرے پاس آئیں گے دوڑتے۔

(نورالدین، ایڈیشن سوم۔ صفحہ ۱۷۸، ۱۷۹۔ بحوالہ حقائق الفرقان جلد اول صفحہ ۴۱۸، ۴۱۹)

حضرت مصلح موعودؓ کی بیان فرمودہ تفسیر

حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی جو بے نظیر تفسیر بیان فرمائی ہے وہ ملاحظہ فرمائیں۔ آپ فرماتے ہیں:

''فرماتا ہے تم اس واقعہ کو بھی یاد کرو جب ابراہیمؑ نے کہا تھا کہ اے میرے رب مجھے بتا کہ تو مردے کس طرح زندہ کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا تو ایمان نہیں لا چکا؟۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اَوَلَمْ تُؤمِنْ کے جواب میں بَلٰی کہا۔ جس سے اس عقیدہ کا اظہار مقصود ہے کہ اللہ تعالیٰ مردے زندہ کر سکتا ہے اور میں اس بات پر ایمان رکھتا ہوں کہ وہ ایسا کر سکتا ہے گویا انہوں نے اس کے متعلق کسی شک کا اظہار نہیں کیا بلکہ اقرار کیا کہ خداتعالیٰ یہ کام کر سکتا ہے اور مجھے اس پر کامل ایمان حاصل ہے۔

بَلٰی کے متعلق یہ امر یاد رکھنا چاہئے کہ اس سے پہلے خواہ نفی ہو یا اثبات اس سے مراد ''ہاں'' ہی ہوتی ہے۔ اگر اس جگہ نَعَمْ کا لفظ ہوتا تو اس کے یہ معنے بھی ہو سکتے تھے کہ ہاں مجھے ایمان نہیں ہے۔ مگر اس جگہ بَلٰی کا لفظ رکھا گیا ہے جس سے یہ شبہ دور ہو گیا کیونکہ اس کے معنے ہر صورت میں اثبات ہی کے ہوتے ہیں۔

ایمان کے بعد لکِنْ کا لفظ رکھا گیا ہے جو استدراک کے لئے آتا ہے۔ یعنی اس سے مراد یہ ہے کہ مجھے ایمان تو ہے کہ خداتعالیٰ مردے زندہ کر سکتا ہے لیکن میں اس سے ایک زائد بات چاہتا ہوں اور وہ یہ کہ میرے دل کو بھی اطمینان حاصل ہو جائے کہ تو میری قوم کے ساتھ ایسا سلوک کرے گا جیسے ایک شخص جو بیمار ہو اسے ایمان تو ہو سکتا ہے کہ خدا تعالیٰ بیماروں کو اچھا کر سکتا ہے لیکن اطمینان نہیں ہو سکتا کہ اسے بھی اچھا کرے گا۔ یہ اطمینان خدا کے بتانے سے ہی ہو سکتا ہے۔ یا مثلاً ہر شخص جانتا ہے کہ بھوک کے بعد لوگ سیر ہو جایا کرتے ہیں مگر کیا اس سے ایک فاقہ زدہ کو یہ یقین ہو جائے گا کہ مجھے بھی کھانا مل جائے گا اور میں سیر ہو جاؤں گا۔ پس ایمان تو امر غیب کے متعلق ہوتا ہے جو انسان کی آنکھوں سے اوجھل ہوتا ہے اور کسی چیز کے ہونے یا نہ ہو سکنے کے متعلق اس کے یقین کامل کو ظاہر کرتا ہے لیکن اطمینان کا لفظ دو چیزوں کے مقابلہ میں استعمال ہوتا ہے۔ ایک شک کے مقابلہ میں۔ دوسرے کرب و اضطراب کے مقابلہ میں۔ وہ اطمینان جو شک کے مقابلہ میں ہوتا ہے وہ یہاں مراد نہیں بلکہ وہی اطمینان مراد ہے جو کرب اور اضطراب کے مقابلہ میں ہوتا ہے کیونکہ اس سے پہلے اثباتِ ایمان موجود ہے۔ حضرت ابراہیم

Unique Travel یونیک ٹریول

PIA، امارات ایئر، گلف ایئر اور دوسری تمام ایئرلائنز کے ذریعہ

دنیا بھر کیلئے سستی ٹکٹوں اور یقینی نشستوں کی فراہمی کا واحد مرکز

اکثر زبانوں میں ترجمہ کی سہولت نیز آپ کی خدمت کے لئے ہر وقت موجود

لاہور۔اسلام آباد۔پشاور=900DM، فیملی فیئر لاہور۔اسلام آباد۔پشاور۔ملتان۔فیصل آباد=879DM،

کراچی=875DM، فیملی فیئر کراچی=672DM---------------(Exclusive Tax)

حاضر خدمت: الطاف چودھری۔ فون: 069/24246742, 069/24246741

فیکس: 069/24246745۔E-mail: Uniprise@t-online.de

Kaiserstrasse 64, Kaiserpassage 10, 60329 Frankfurt am Main - Germany

علیہ السلام کا ایمان تھا کہ خدا تعالیٰ احیاء موتی کر سکتا ہے مگر وہ اپنی قوم کے متعلق بھی یہ اطمینان حاصل کرنا چاہتے تھے کہ اس پر الٰہی فضل نازل ہوگا اور وہ بھی زندہ قوم بن جائے گی۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا تو چار پرندے لے اور ان کو اپنے ساتھ سدھالے۔ پھر ایک پہاڑ پر ان میں سے ایک ایک حصہ رکھ دے۔ پھر انہیں بلا۔ وہ تیری طرف تیزی کے ساتھ چلے آئیں گے اور جان لے کہ اللہ تعالیٰ بڑا غالب اور حکمت والا ہے۔

لوگ اس آیت کے یہ معنے کرتے ہیں کہ چار پرندے پکڑ کر ان کا قیمہ کر لے اور ان کو اپنی طرف لے لے۔ لیکن یہ بالکل غلط اور محاورہ کے خلاف معنے ہیں۔ کیا کوئی شخص قیمہ کر کے اسے اپنی طرف بھی لیا کرتا ہے۔ پس یہ کوئی معنے نہیں کہ قیمہ کر کے اسے اپنی طرف لے لے۔ اس کے یہی معنے ہیں کہ تُو ان کو اپنے ساتھ سدھالے۔
(مفردات و اقرب الموارد)

جُزْءً کے متعلق بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ لفظ بتلاتا ہے کہ یہاں قیمہ کرنا ہی مراد ہے۔ مگر یہ بھی غلط ہے۔ جُزْءً کے معنے ایک پرندے کے ٹکڑے کے نہیں بلکہ چاروں پرندوں کا جُزْء مراد ہے جو ایک کا عدد ہے۔ اس کی مثال قرآن کریم کی اس آیت سے بھی ملتی ہے کہ اِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۔ لَهَا سَبْعَةُ اَبْوَابٍ لِكُلِّ بَابٍ مِّنْهُمْ جُزْءٌ مَّقْسُوْمٌ۔ (حجر آیت ۴۴،۴۵)۔ یعنی جہنم سب کفار کے لئے مقررہ جگہ ہے۔ اس کے سات دروازے ہونگے اور ہر دروازہ کے لئے کفار کا ایک حصہ مقرر ہوگا۔ اس جگہ جُزْءٌ کا لفظ ہی استعمال ہوا ہے لیکن کوئی شخص یہ معنے نہیں کرتا کہ کفار کا قیمہ کر کے اس قیمہ کا تھوڑا تھوڑا حصہ سب دروازوں میں ڈال دیا جائے گا۔ بلکہ سب مفسرین متفق ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ کچھ کافر ایک دروازہ سے لے جائے جائیں گے اور کچھ دوسرے سے اور کچھ تیسرے سے اور کچھ چوتھے سے۔ پس سورۂ حجر کی اس آیت نے بتلا دیا کہ جب جزء کا لفظ ایک جماعت پر بولا جائے تو اس سے اس جماعت کے افراد مراد ہوتے ہیں اور انہی معنوں میں جزء کا لفظ اس آیت میں استعمال ہوا ہے اور مراد ہر پرندہ کا جزء نہیں بلکہ چار کا جزء ہے اور معنے یہ ہیں کہ ہر چوٹی پر ایک ایک پرندہ رکھ دے۔

یہ واقعہ جس کا اوپر ذکر کیا گیا ہے اگر ظاہری ہوتا تو اس پر بہت سے اعتراض پڑتے ہیں۔ اوّل یہ کہ احیاء موتیٰ کے ساتھ پرندوں کے سدھانے کا کیا تعلق۔ دوم۔ چار پرندے لینے کا کیا معنے؟۔ کیا ایک سے یہ غرض پوری نہ ہوتی تھی۔ سوم پہاڑوں پر رکھنے کا کیا فائدہ۔ کیا کسی اور جگہ رکھنے سے کام نہ چلتا تھا۔

حقیقت یہ ہے کہ **یہ ظاہری کلام نہیں بلکہ مجازی کلام ہے۔** حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ الٰہی احیاء موتیٰ کا جو کام تو نے میرے سپرد کیا ہے اسے پورا کر کے دکھا اور مجھے بتا کہ میری قوم میں زندگی کی روح کس طرح پیدا ہوگی جبکہ میں بڈھا ہوں اور کام بہت اہم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جب ہم نے وعدہ کیا ہے تو یہ کام ہو کر رہے گا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا کہ ہو کر تو ضرور رہے گا مگر میں اپنے اطمینان کے لئے پوچھتا ہوں کہ یہ مخالف حالات کس طرح بدلیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تو چار پرندے لے کر سدھا اور ہر ایک کو پہاڑ پر رکھ دے۔ پھر ان کو بلا اور دیکھ کہ وہ کس طرح تیری طرف دوڑے چلے آتے ہیں۔ یعنی اپنی اولاد میں سے چار کی تربیت کر۔ وہ تیری آواز پر لبیک کہتے ہوئے اس احیاء کے کام کی تکمیل کریں گے۔

یہ چار روحانی پرندے حضرت اسماعیل، حضرت اسحاق، حضرت یعقوب اور حضرت یوسف علیہم السلام ہیں۔ ان میں سے دو کی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے براہ راست تربیت کی اور دو کی بالواسطہ۔

پہاڑ پر رکھنے کے معنے بھی یہی تھے کہ ان کی نہایت اعلیٰ تربیت کر کیونکہ وہ بہت بڑے درجے کے ہونگے۔ گویا پہاڑ پر رکھنے میں ان کے رفیع الدرجات ہونے کی طرف اشارہ ہے اور بتایا گیا ہے کہ وہ بلندیوں کی چوٹیوں تک جا پہنچیں گے۔

اسی طرح چار پرندوں کو علیحدہ علیحدہ چار پہاڑوں پر رکھنے کے یہ معنے تھے کہ یہ احیاء چار علیحدہ علیحدہ وقتوں میں ہوگا۔

غرض اس طرح احیاء قومی کا وہ نقشہ جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قریب زمانہ میں ظاہر ہونے والا تھا انہیں بتا دیا گیا۔

اسی طرح بعد کے زمانہ کے لئے بھی اس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قوم کی چار ترقیوں کی طرف اشارہ کیا گیا تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے یہ عرض کیا تھا کہ آپ مُردوں کو کس طرح زندہ کرتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم کو میری طاقتوں پر ایمان نہیں؟ آپ نے جواب دیا کہ ایمان تو ہے وَلٰكِنْ لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِيْ۔ یہ زبان کا ایمان ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ آپ مُردوں کو زندہ کرتے ہیں اور اقرار کرنا پڑتا ہے کہ کرتے ہیں مگر دل کہتا ہے کہ یہ طاقت میری اولاد کی نسبت بھی استعمال ہو۔ میں چاہتا ہوں کہ یہ نشان اپنے نفس میں دیکھوں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تمہاری قوم چار دفعہ مُردہ ہوگی اور ہم اسے چار دفعہ زندہ کریں گے۔

چنانچہ ایک دفعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں ان کے ذریعہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آواز بلند ہوئی اور یہ مردہ زندہ ہوا۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ذریعہ حضرت ابراہیمؑ کی آواز بلند ہوئی اور یہ مُردہ زندہ ہوا۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کے ذریعہ وہی آواز بلند ہوئی اور اس مردہ قوم کو زندگی ملی اور چوتھی بار حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ ابراہیمی آواز پھیلی اور وہی مردہ زندہ ہوا۔ چار دفعہ ابراہیمی طیور کو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آوازیں دیں اور چاروں دفعہ وہ دوڑ کر جمع ہو گئیں۔

پہلا پرندہ جسے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بلایا اور اطمینان قلب حاصل کیا وہ موسوی امت تھی۔ دوسرا پرندہ عیسوی امت تھی اور تیسرا پرندہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کے جلالی ظہور کی حامل اور مظہر محمدی جماعت تھی اور چوتھا پرندہ آپؐ کے جمالی ظہور کی مظہر جماعت احمدیہ ہے جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قلب کو راحت پہنچائی اور آپ نے کہا کہ واقعی میرا خدا زندہ کرنے والا ہے۔ بَلٰى وَلٰكِنْ لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِيْ کا بھی یہی مطلب تھا کہ حضور زبان تو اقرار کرتی ہے اور میں ہر روز دیکھتا ہوں کہ آپ مردوں کو زندہ کرتے ہیں اس کا مجھے کس طرح انکار ہو سکتا ہے۔ لیکن اگر میری اولاد ہدایت نہ پائے تو مجھے اطمینانِ قلب حاصل نہیں ہو سکتا۔ پس اطمینانِ قلب کے لئے میں نشان مانگتا ہوں۔ میری عقل و فکر، میرے ہوش و حواس اور میرا مشاہدہ کہتا ہے کہ میں خود کیا تعریف کروں جب تک یہ پتہ نہ لگے کہ میری اولاد میں بھی یہ نشان ظاہر ہوگا۔ خدا تعالیٰ نے انہیں بتایا کہ تمہاری اولاد کو چار دفعہ زندہ کیا جائے گا اور چار بار اس پر خاص فضل نازل ہوگا۔ چنانچہ ایک دفعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت میں۔ دوسری دفعہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وقت میں تیسری دفعہ رسول کریم ﷺ کے وقت اور چوتھی دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد پر خدا تعالیٰ نے اپنا خاص فضل نازل کیا اور انہیں روحانی لحاظ سے زندہ کر دیا۔

غرض اس میں قریب اور بعید دونوں زمانوں کے لئے پیشگوئی کی گئی تھی جو اپنے اپنے وقت میں بڑی شان سے پوری ہوئی اور خدا تعالیٰ کے عزیز اور حکیم ہونا ظاہر ہو گیا"۔

(تفسیر کبیر جلد دوم
صفحہ ۴۰۱،۴۰۴)

مختلف مفسرین کے خیالات کے مطالعہ اور ان کے باہمی موازنہ سے اس حقیقت تک پہنچنا مشکل نہیں رہتا کہ احمدیہ تفسیر قرآن ہی ہے جو سچائی اور راستی پر مبنی اور قرآن مجید اور تاریخی حقائق سے مطابقت رکھتی اور انسانی عقل کو روشنی دینے والی اور دلوں کو اطمینان عطا کرنے والی ہے۔

بقیہ:- خلاصہ خطبہ جمعہ ...... از صفحہ اول

احادیث نبویہ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کے حوالہ سے روشنی ڈالی اور بتایا کہ خدا تعالیٰ پر بھروسہ کے یہ معنی نہیں ہیں کہ انسان تدبیر کو ہاتھ سے چھوڑ دے بلکہ یہ معنے ہیں کہ تدبیر پوری کر کے پھر انجام کو خدا تعالیٰ پر چھوڑ دے اور اگر تدبیر نہیں کرتا اور صرف توکل کرتا ہے تو یہ توکل پھوکا (یعنی جس میں کچھ نہ ہو) ہوگا۔

حضور نے فرمایا کہ توکل بہت گہرا اور وسیع مضمون ہے اور نظام کائنات میں پھیلا پڑا ہے۔ حضور نے اس ضمن میں بعض مثالوں سے اس مضمون کو واضح فرمایا۔ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ اگر تم اللہ پر ایسا توکل کرو جیسا کہ حق ہے تو تمہیں ایسے رزق دیا جائے گا جیسے پرندوں کو دیا جاتا ہے وہ خالی پیٹ صبح نکلتے ہیں اور شام کو پیٹ بھر کر واپس آتے ہیں۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ بعض لوگ اپنے فقر کو ننگا کرتے ہیں۔ یہ لوگ اگر منہ سے نہ بھی مانگیں تو اپنی حالت سوالی کی بنا کر رکھتے ہیں۔ یہ بھی توکل کے خلاف ہے۔

حضور نے ایک حدیث نبوی کے حوالہ سے بتایا کہ جو لوگ دوسروں کے عیوب کی تلاش میں رہتے ہیں وہ پردہ دری کرنے والے ہیں اُن کو اللہ پر توکل کا کوئی حق نہیں۔ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ جس پر فاقہ آیا اور اس نے اُسے لوگوں کے سامنے پیش کیا اللہ اس کا فاقہ دور نہیں فرمائے گا اور جس پر فاقہ آیا اور اسے وہ اللہ کے سامنے پیش کرے تو اللہ تعالیٰ جلد یا بدیر اس کے لئے رزق نازل کرے گا۔ حضور نے فرمایا کہ توکل کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ادھر آپ نے توکل کیا اور اُدھر کام ہو گیا۔ حضور نے فرمایا کہ آپ بیج ڈالتے ہیں تو توکل کرتے ہیں۔ بعض دفعہ وہ بیج نہیں بھی اگتا۔ ایک ابتلا کا دور آیا کرتا ہے۔

ایک حدیث ہے کہ آنحضرت ﷺ جب گھر سے باہر نکلتے تو جو دعا کرتے اس میں اللہ پر توکل کرنے کا بھی ذکر ہے۔ حضور نے فرمایا کہ توکل کرنے والے اور توکل نہ کرنے والے میں بہت نمایاں فرق ہوتا ہے۔ جو سچا توکل کر کے چلتے ہیں اللہ تعالیٰ انکو ہزارہا نقصانات سے بچاتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں توکل ہی ایک ایسی چیز ہے جو انسان کو کامیاب و بامراد بنا دیتا ہے۔

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کا
سالانہ چندہ خریداری
برطانیہ: پچیس (۲۵) پاؤنڈز سٹرلنگ
یورپ: چالیس (۴۰) پاؤنڈز سٹرلنگ
دیگر ممالک: ساٹھ (۶۰) پاؤنڈز سٹرلنگ
(مینیجر)

fozman foods
BUYING GROUP FOR GROCERS & C.T.N. SHOPS
2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX
TEL: 0181-553-3611

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم اور دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیر انتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ اردو یا انگریزی کے علاوہ دیگر زبانوں میں رسائل بھجوانے والوں سے درخواست ہے کہ براہ کرم اہم مضامین اور اعلانات کا خلاصہ اردو یا انگریزی میں بھی ارسال فرمایا کریں۔ اپنے رسائل ذیل کے پتہ پر ارسال فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST,6 HARDWICKS WAY,
LONDON SW18 4AJ U.K.

حضرت ابو عبیدہ بن الجراح ؓ

امین الامّت حضرت ابو عبیدہ عامر بن عبداللہ بن الجراح ابتدائی دور میں اسلام قبول کرنے والے اور عشرہ مبشرہ میں شامل ہیں۔ آپؓ کا مختصر ذکر خیر قبل ازیں ۲۲؍ مارچ ۹۶ء کے اخبار میں اسی کالم میں کیا جاچکا ہے۔ روزنامہ "الفضل" ربوہ ۲۵؍ فروری ۹۹ء میں آپؓ کی سیرۃ و سوانح کا تفصیلی بیان مکرم ظہور احمد صاحب کے قلم سے شامل اشاعت ہے۔

جن مسلمانوں نے دوسری مرتبہ حبشہ کی جانب ہجرت کی اُن میں حضرت ابو عبیدہؓ بھی شامل تھے۔ غزوہ بدر میں آپؓ کا سامنا اپنے مشرک والد سے ہوا مگر آپؓ اُن کے سامنے سے ہٹ گئے مگر جب کئی مرتبہ ایسا ہوا تو آپؓ نے اُنہیں قتل کردیا۔

غزوہ احد میں نازک حالات میں بھی آپؓ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ ثابت قدم رہے۔ اسی غزوہ میں آنحضور ﷺ کے چہرہ مبارک سے خَود کی کڑیاں نکالتے ہوئے آپؓ کے دو دانت بھی شہید ہوگئے۔

فتح مکہ کے موقع پر آنحضور ﷺ کے جلو میں جو مہاجرین چل رہے تھے اُن میں آپؓ سب سے آگے تھے۔

جب اہلِ یمن نے کتاب وسنّت کی تعلیم کیلئے کسی کو بھیجنے کی درخواست کی تو آنحضور ﷺ نے آپؓ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ "یہ اس امّت کے امین ہیں"۔ چنانچہ آپؓ کو پھر امین الامّت کہا جانے لگا۔

خلافتِ راشدہ کے زمانہ میں بھی آپؓ ایک کامیاب جرنیل ثابت ہوئے اور رومیوں کے خلاف فتوحات میں نمایاں کردار ادا کیا۔

حضرت عائشہؓ سے پوچھا گیا کہ حضور ﷺ کو اپنے کن ساتھیوں کے ساتھ سب سے زیادہ محبت تھی؟۔ جواب دیا "ابوبکرؓ، پھر عمرؓ اور اس کے بعد ابوعبیدہؓ بن الجراح"۔

آنحضرت ﷺ کی وفات ہوئی تو حضرت عمرؓ نے حضرت ابو عبیدہؓ سے فرمایا "آپ امین الامت ہیں، ہاتھ بڑھایئے کہ میں آپ کی بیعت کروں"۔ آپؓ نے جواب دیا "الصدیق اور ثانی اثنین ہمارے درمیان ہیں"۔ اس موقع پر انصار نے کہا کہ ایک امیر ہم میں سے ہو اور ایک آپ (یعنی مہاجرین) میں سے۔ حضرت ابو بکرؓ نے جواب دیا کہ "ہم میں سے امیر ہوگا اور تم وزیر ہوگے ...... یہ دو افراد عمرؓ اور ابو عبیدہؓ موجود ہیں، ان میں سے کسی کی بیعت کرلو"۔ اس پر دونوں بول اٹھے کہ ابو بکرؓ کی موجودگی میں کسی اور کو فضیلت حاصل نہیں۔ چنانچہ سب نے حضرت ابو بکرؓ کی بیعت کرلی۔

حضرت ابو بکرؓ نے اپنے دورِ خلافت میں حضرت ابو عبیدہؓ کو بیت المال کی نگرانی سونپی۔ آپؓ ہی نے حضرت ابو بکرؓ کے لئے وظیفہ مقرر کیا اور انہیں معاش سے بے نیاز کر کے امور حکومت کے لئے فارغ کردیا۔

حضرت ابو عبیدہؓ تقویٰ اور اخلاص کی عظیم منزل پر تھے۔ آپؓ کو دنیا کی حرص نہ تھی۔ حضرت عمرؓ نے ایک مرتبہ آپؓ کو چار ہزار درہم اور چار سو دینار بھیجے۔ آپؓ نے فوراً تقسیم کردیئے۔ جب حضرت عمرؓ شام آئے تو پوچھا "میرا بھائی کہاں ہے؟"۔ پوچھا گیا "کون؟"۔ فرمایا "ابو عبیدہؓ"۔ تھوڑی دیر بعد ابو عبیدہؓ اونٹ کی رسی تھامے آئے تو حضرت عمرؓ آپؓ کے ہمراہ آپؓ کی جائے قیام پر تشریف لے گئے۔ آپؓ کے پاس تلوار اور ڈھال کے سوا کچھ نہ تھا۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ "اگر آپ کچھ سامان رکھتے تو بہتر تھا"۔ ابو عبیدہؓ نے یہ کہہ کر عمرؓ کو رلادیا کہ "یہ جلد ہی ہمیں نیند (یعنی موت) کے بعد مل جائے گا"۔

شام میں طاعون پھیلنے کے بعد جب حضرت عمرؓ مدینہ کوٹنے لگے تو آپؓ نے ان سے کہا کہ آپ اللہ کی تقدیر سے بھاگتے ہیں؟!۔ اس پر حضرت عمرؓ نے جواب دیا "ہاں! میں اللہ کی تقدیر سے اللہ کی تقدیر کی جانب بھاگ رہا ہوں"۔ جب حضرت ابو عبیدہؓ طاعون میں مبتلا ہوئے تو آپؓ نے فرمایا کہ "میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ جو طاعون سے مر جائے وہ شہید ہے اور جو پیٹ کے مرض سے مرے وہ شہید ہے، جو ڈوب کر مرے وہ شہید ہے، جو جل کر مرے وہ شہید ہے اور جو دب کر مرے وہ شہید ہے، جو عورت زچگی کی حالت میں مرے وہ شہید ہے اور جو نمونیہ سے مرے وہ شہید ہے"۔ آپؓ نے طاعون ہی کے ذریعہ سے شہادت کا شرف حاصل کیا اور ۱۸ ھجری میں ۵۸ برس کی عمر میں وفات پائی۔

حضرت ابو عبیدہؓ سے چودہ احادیث مروی ہیں۔ آپؓ اُن صحابہؓ میں سے تھے جو فتویٰ دیتے تھے۔ آپؓ کو قرآن مجید جمع کرنے کا شرف بھی حاصل ہے۔ حضرت عمرؓ نے اپنے آخری وقت میں تمنا کی "کاش ابو عبیدہؓ زندہ ہوتے تو میں کسی سے مشورہ کئے بغیر انہیں اپنا جانشین بنادیتا"۔

آپؓ شاندار قائدانہ صلاحیتوں کے مالک، ذہین و فطین اور سنجیدہ طبیعت کے مالک تھے۔ جنگی پالیسی نہایت ہوشیاری اور دوراندیشی سے بناتے تھے۔ اپنے سپاہیوں کا خیال رکھتے اور خطرات کے وقت خود پیش پیش رہتے۔ ہر مرحلے پر ساتھیوں سے مشورہ کرتے اور اُن پر بھرپور اعتماد کرتے۔

...... ❁ ...... ❁ ...... ❁

حضرت چودھری محمد ظفراللہ خانصاحب ؓ

روزنامہ "الفضل" ۲؍ مارچ ۹۹ء میں حضرت چودھری محمد ظفراللہ خانصاحبؓ کے بعض واقعات بیان کرتے ہوئے مکرم ملک منور احمد جاوید صاحب رقمطراز ہیں کہ ۵۳ء میں جب آپؓ پاکستان کے قائمقام وزیر اعظم کی حیثیت سے لاہور تشریف لائے تو مجھے جماعتی طور پر پیغام ملا کہ جمعہ کے روز چونکہ آپؓ خطبہ جمعہ اپنی کوٹھی پر ارشاد فرمائیں گے اس لئے صبح کرایہ پر چند دریاں لے جاکر آپؓ کی کوٹھی میں بچھادوں۔ جب میں سائیکل پر دریاں لے کر آپؓ کی کوٹھی پر پہنچا تو آپؓ کہیں تشریف لے جاچکے تھے اس لئے گیٹ پر کھڑا ہو کر انتظار کرنے لگا۔ کچھ دیر بعد آپؓ کار میں واپس تشریف لائے تو مجھ پر ایک نظر ڈال کر اندر چلے گئے۔ چند منٹ بعد پیدل ہی گیٹ پر تشریف لائے اور پوچھا کہ جمعہ کے لئے دریاں لائے ہو۔ عرض کیا "جی ہاں"۔ فرمایا اندر آجاؤ۔ پھر ہدایت فرمائی کہ ہال کمرہ میں دریاں بچھوادیں۔ خاکسار دریاں بچھانے لگا تو آپؓ دوبارہ تشریف لائے اور فرمایا آئیں مَیں آپ کے ساتھ مل کر دریاں بچھوادوں۔ عرض کیا کہ رہنے دیں، مَیں خود ہی یہ کام کرلوں گا۔ فرمایا نہیں آپ اکیلے ہیں، میں آپ کے ساتھ مل کر یہ بوجھ اٹھاتا ہوں۔

مکرم میاں عطاء اللہ صاحب سابق امیر جماعت راولپنڈی کے حوالہ سے مضمون نگار لکھتے ہیں کہ ایک جماعتی وفد جب حضرت چودھری صاحبؓ کی خدمت میں حاضر ہوا تو ایک صاحب نے کہا کہ آج رات تین چار بجے بارش ہوئی تھی۔ حضرت چودھری صاحبؓ نے فرمایا کہ بارش رات ٹھیک تین بج کر پینتیس منٹ پر ہوئی تھی، چونکہ موسم کی پہلی بارش تھی اس لئے میں نے باہر نکل کر کوشش کے ساتھ اپنی زبان پر چند قطرے لئے کیونکہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی یہی سنّت تھی۔

ایک بار کسی سرکاری شخصیت نے حضرت چودھری صاحبؓ کی خدمت میں عید کارڈ بھیجا تو آپؓ نے اس خط کے ساتھ کارڈ واپس بھجوادیا کہ "اس وقت میری کوئی بھی سرکاری حیثیت نہیں، آپ نے اپنے ذاتی تعلق کی بناپر مجھے عید کارڈ بھجوایا ہے۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ مگر ذاتی حیثیت سے سرکاری ٹکٹ (Service Stamps) تو استعمال نہیں کیا جاسکتا۔ کیا ہی اچھا ہوتا اگر آپ ذاتی ٹکٹ لگاکر عید کارڈ مجھے بھجواتے......"

ایک دن آپؓ نے مضمون نگار سے فرمایا کہ آپ لاہور کے قائد ہیں۔ آپ میری کوٹھی میں عصر کے بعد نوجوانوں کی ایک کلاس کا انتظام کریں، مَیں سادہ نماز صحیح تلفظ کے ساتھ یاد کروانا چاہتا ہوں۔ ان کی اس ہدایت پر کچھ حیرانی ہوئی اور خیال آیا کہ اگر کلاس لینی ہے تو چودھری صاحبؓ کوئی علمی بات بیان کریں، نماز تو سب کو ہی آتی ہوگی۔ تاہم جب کلاس شروع ہوئی تو پھر ہمیں احساس ہوا کہ ہم سب نوجوانوں کی نماز سادہ کے تلفظ میں بے شمار غلطیاں تھیں۔

حضرت چودھری صاحبؓ اپنی بیماری کی حالت میں بھی نماز جمعہ کی ادائیگی کے لئے مسجد تشریف لاتے۔ اگر کمزوری اجازت نہ دیتی تو محترم امیر صاحب کو کہہ کر اپنی کوٹھی پر نماز جمعہ کا انتظام کروالیتے لیکن نماز جمعہ کا ناغہ نہیں کرتے تھے...... جب مسجد تشریف لاتے تو اپنی کرسی پر قبلہ رُخ ہو کر بیٹھ جاتے اور کبھی بھی کسی بھی حالت میں اور کسی بھی وقت دائیں، بائیں نہ دیکھتے اور نہ کسی سے بات کرتے۔ صرف ذکر الٰہی میں مصروف رہتے۔

ایک دفعہ جب آپؓ کو ۹ بجے منعقد ہونے والے ایک اجلاس سے خطاب کرنے کی درخواست کی گئی تو آپؓ نے فرمایا کہ کیا آپ کو پتہ ہے کہ نو کب بجتے ہیں؟۔ ۸ بج کر ۵۹ منٹ اور ۶۰ سیکنڈ پر۔ چنانچہ آپؓ عین وقت پر اجلاس میں تشریف لے آئے۔

...... ❁ ...... ❁ ...... ❁

حضرت میر محمد اسحٰق صاحب ؓ

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۳؍ مارچ ۱۹۹۹ء میں حضرت میر محمد اسحاق صاحبؓ کا ذکر خیر ابو فائز کے قلم سے شامل اشاعت ہے۔

مکرم حافظ عبدالعزیز صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت میر صاحب مدرسہ احمدیہ کے بعض اساتذہ، طلباء اور دارالشیوخ کے یتامیٰ و مساکین کے ہمراہ موضع ننگل تشریف لے گئے۔ حافظ صاحب وہاں گندے پانی اور کیچڑ کے جوہڑ میں گر گئے چنانچہ آپکے کپڑے خراب اور بدبودار ہوگئے اور نتیجۃً آپکے ساتھی آپ سے دور دور رہنے لگے۔ کچھ دیر کے بعد حضرت میر صاحبؓ نے وہاں چنے اور شکر وغیرہ تقسیم کرنی شروع کی تو حافظ صاحب ایک طرف ہی کھڑے رہے۔ جب حضرت میر صاحبؓ نے آپکو دیکھا تو چنوں کی ایک پلیٹ اٹھاکر آپکے پاس آئے اور فرمایا: عبدالعزیز! تمہیں تو کوئی اپنے ساتھ شامل نہیں کرتا، آؤ ہم دونوں مل کر کھائیں۔

ایک بار جب حضرت میر صاحبؓ نماز جمعہ کے لئے تشریف لے جارہے تھے تو راستہ میں کسی سے کوئی بات کرنے کے لئے کھڑے ہوگئے۔ اتنے میں ایک نابینا طالبعلم آپؓ سے ٹکرا گیا جو کھانا لے کر جارہا تھا اور اُس کے ہاتھ میں سالن کا برتن تھا۔ اس طرح سالن آپؓ کے کپڑوں پر گر گیا اور کپڑے خراب ہوگئے۔ آپؓ نے نابینا طالبعلم پر کسی قسم کی ناراضگی کا اظہار نہ فرمایا بلکہ اسے پیار سے نصیحت کرتے ہوئے صرف اتنا کہا کہ جب رستہ پر چلو تو اونچی آواز سے السلام علیکم کہتے جایا کرو تاکہ دوسروں کو آپ کے گزرنے کا علم ہوتا رہے۔

...... ❁ ...... ❁ ...... ❁

Muslim Television Ahmadiyya
Programme Schedule for Transmission

08/10/99 - 14/10/99

Please Note that programme and timings may Change without prior notice. Details of Programmes are Announced Every Six Hours. All times are given in British Standard Time. For more information please phone on +44 181 870 8517 or fax +44 181 874 8344

Friday 8th October 1999
27 Jamada Al Akhera 1420

00.05	Tilawat, News
00.35	Children's Corner: Tarteel ul Quran Class Final Lesson(R)
00.55	Liqa Ma'al Arab: Session No.304 (R)
01.55	Tabarukaat: speech by Ch. M. Zafrullah Khan Sb, Jalsa Salana 1968 (R)
02.50	Urdu Class: (R)
03.50	Learning Arabic: Lesson No.15 (R)
04.05	Speech: By Abdus Salam Tahir Sahib (R)
04.55	Homeopathy Class: Lesson No.72 Rec:21.03.95
06.05	Tilawat, Dars ul Hadith, News
06.45	Children's Corner: Tarteel ul Quran Class
07.05	Quiz: History of Ahmadiyyat, Part 8
07.40	Saraiky Programme: Tarjumatul Quran Class, Rec.12.06.98
08.35	Liqa Ma'al Arab: Session No.304 (R)
09.45	Urdu Class: (R)
10.45	Indonesian Service: Tilawat, Hadith, more..
11.20	Bengali Service: with National Ameer Sb
12.05	Tilawat, Dars Malfoozat, News
12.55	Darood Shareef
13.00	Friday Sermon
14.00	Documentary: Takrreb e Tashkoor
14.20	Rencontre Avec Les Francophones: Rec:16.02.98, with French speaking guests
15.35	Friday Sermon: (R)
16.25	Children's Corner:Class Pt5, MTA Canada
16.55	German Service: Quran und Bible, more...
18.05	Tilawat, Dars ul Hadith
18.25	Urdu Class
19.40	Liqa Ma'al Arab: Session No. 305 Rec:10.07.97
20.45	MTA Belgium:Question & Ansewr Session
21.20	Medical Matters: Topic – Diarrheoa Guest: Mahmood Ahmad Zafar Sb
21.50	Friday Sermon: (R)
22.50	Rencontre Avec Les Francophones: (R)

Saturday 9th October 1999
29 Jamada Al Akhera 1420

00.05	Tilawat, Dars ul Hadith, News
00.35	Children's Corner: Class No.5, Part 1 Produced by MTA Canada
01.00	Liqa Ma'al Arab: Session No.305 (R)
02.10	Weekly Preview: Coming programmes
02.20	Friday Sermon: (R)
03.20	Urdu Class: (R)
04.25	Computers for Everyone: Part 18 (R)
04.55	Rencontre Avec Les Francophones (R)
06.05	Tilawat, Weekly Preview, Dars ul Hadith, News
07.00	Children's Corner: Class No.5, Pt1 (R) From MTA Canada
07.30	MTA Mauritius: Children's Class
08.15	Medical Matters: Topic –Diarrheoa (R)
08.50	Liqa Ma'al Arab: Session No.305 (R)
10.00	Urdu Class (R)
11.00	Indonesian Service:
12.05	Tilawat, News, Weekly Preview
12.55	Learning Danish: Lesson No.40
13.20	Computers For Everyone: Part 18 (R)
13.55	Bengali Service: Blessings of Bai'at
14.55	Children's Class: with Huzoor
15.55	Quiz: Khutbat e Imam, from 1998
16.45	Hikayate Shereen: Story No.6
17.00	German Service:
18.05	Tilawat, Weekly Preview
18.30	Urdu Class
19.40	Liqa Ma'al Arab: Session No.308
20.55	Al Tafseer ul Kabir: Lesson No.60
21.25	Children's Class: With Huzoor
22.25	Address by Huzoor: Jalsa Salana 1999 From Ladies Jalsa Gah, Rec: 31.07.99
23.25	Documentary: From MTA Pakistan

Sunday 10th October 1999
29 Jamada Al Akhera 1420

00.05	Tilawat, News,
00.45	Quiz: Khutbat e Imam (R)
01.10	Liqa Ma'al Arab: Session No.308 (R)
02.15	Canadian Horizons: Class No.18
03.15	Urdu Class: (R)
04.10	Weekly Preview
04.20	Learning Danish: Lesson No.40 (R)
04.55	Children's Class: With Huzoor (R)
06.05	Tilawat, Seerat un Nabi, News
07.00	Weekly Preview
07.15	Quiz: Khutbat e Imam (R)
07.40	Address by Huzoor: Jalsa Salana 1999 (R) From Ladies Jalsa Gah
08.55	Liqa Ma'al Arab: Session No.308 (R)
09.55	Urdu Class: (R)
11.00	Indonesian Service:
12.05	Tilawat, News
12.40	Learning Chinese: Lesson No.142
13.10	Friday Sermon:
14.10	Bengali Service:
15.10	Weekly Preview
15.25	Mulaqat With English Speaking Friends With Huzoor Rec: 05.05.96
16.30	Children's Class: Lesson No.31, Part 1
16.55	German Service:
18.05	Tilawat, Seerat un Nabi
18.25	Urdu Class:
19.20	Weekly Preview
19.35	Liqa Ma'al Arab: Session No.312 Rec: 02.09.97
20.40	Albanian Item: Introduction to Islam
21.15	Dars ul Quran: No.6, Rec,08.02.95
22.55	Mulaqat With Huzoor (R)

Monday 11th October 1999
01 Rajab 1420

00.05	Tilawat, News
00.35	Children's Class: Lesson No.31, Part 2 (R)
01.05	Liqa Ma'al Arab: Session No. 312 (R)
02.05	MTA USA :with Maulana Syyed Shamshad
03.00	Urdu Class: (R)
04.05	Learning Chinese: Lesson No. 142 (R)
04.40	Mulaqat With Huzoor: Rec,05.05.96 (R)
06.05	Tilawat, News
07.00	Children's Class: Lesson No.31, Part 2(R)
07.05	Dars ul Quran: Lesson No. 6(R)
08.45	Liqa Ma'al Arab Session No. 312 (R)
09.40	Urdu Class: (R)
10.55	Indonesian Service: Friday Sermon With Indonesian Translation
12.05	Tilawat, News
12.40	Learning Norwegian: Lesson No.37
13.10	MTA Sports: Annual Sports Ralley Majlis Khuddam ul Ahmadiyya
14.00	Bengali Service:
15.00	Homeopathy Class: Lesson No. 73 Rec:27.03.95
16.10	Children's Class: Lesson No.32, Part 1
16.55	German Service.
18.05	Tilawat, Dars Malfoozat
18.30	Urdu Class:
19.45	Liqa Ma'al Arab: Session No.313 Rec: 03.09.97
20.45	Turkish Programme: With Dr M. Jalal Shams Sahib
21.15	Rohani Khazaine: Noor ul Quran, Pt 2 Host: Syyed Mubashir Ahmad Ayaz Sahib
22.10	Homoeopathy Class: Lesson No.73 (R)
23.00	Learning Norwegian: Lesson No.37 (R)

Tuesday 12th October 1999
02 Rajab 1420

00.05	Tilawat, News
00.40	Children's Class:Lesson No.32, Pt1 (R)
01.10	Liqa Ma'al Arab: Session No.313 (R)
02.10	MTA Sports: Khuddam Ralley
03.00	Urdu Class: (R)
04.20	Learning Norwegian: Lesson No.37 (R)
04.50	Homoeopathy Class: Lesson No.73 (R)
06.05	Tilawat, News
06.30	Children's Class: Lesson No.32, Part 1 (R)
07.00	Pushto Programme: Friday Sermon Rec:10.04.98, With Pushto Translation
08.05	Rohani Khazaine: Noor ul Quran Pt 2 (R) Host: Syyed Mubashir Ahmad Ayaz Sahib
08.55	Liqa Ma'al Arab: Session No.313 (R)
09.40	Urdu Class: (R)
10.55	Indonesian Service:
12.05	Tilawat, News
12.40	Learning Swedish: Lesson No.22
13.00	From The Archives: Friday Sermon by Huzoor, Rec:26.01.90
14.00	Bengali Service: Significance of the death of Hadhrat Isa (AS), Nazm,.....
15.00	Tarjumatul Quran Class: Lesson No.37 Rec: 19.01.95
16.05	Children's Corner: Workshop No.1 Produced by MTA Pakistan
16.20	Children's Corner: Entertaining and Educating, Nasrat Rawalpindi – Part 1
16.55	German Service:
18.05	Tilawat, Darsul Hadith
18.30	Urdu Class:
19.40	Liqa Ma'al Arab: Session No. 314 Rec:04.09.97
20.45	Norwegian Service: Contemporary Issues 'Christianity, a journey from fact to fiction'
21.05	MTA Variety: Roshni Ka Safar A meeting with Mohammad Akram Sahib
21.25	Hamari Kaenat: Aeroplanes and Rockets Presenter: Syed Tahir Ahmad Sahib
21.55	Tarjumatul Quran Class: Lesson No.37 (R)
23.00	Learning Swedish: Lesson No.22 (R)
23.20	Speech: The truth of the Promised Messiah (AS) By Ata ul Wahid Sahib

Wednesday 13th October 1999
03 Rajab 1420

00.05	Tilawat, News
00.35	Children's Corner: Workshop No.1 (R)
01.00	Liqa Ma'al Arab: Session No.314 (R)
02.00	From The Archives: Friday Sermon (R) Rec:26.01.90
03.00	Urdu Class: (R)
04.05	Learning Swedish: Lesson No.22 (R)
04.25	Speech:Truth of the Promised Messiah (AS)
05.00	Tarjumatul Quran Class: Lesson No.37 (R)
06.05	Tilawat, News
06.40	Children's Corner: Workshop No.1 (R)
07.05	Swahili Item: Swahili Muzakara Host: Maulana Abdul Basit Shahid Sb
08.05	Hamari Kaenat: Aeroplanes and Rockets
08.25	A Page from the History of Ahmadiyyat
08.55	Liqa Ma'al Arab: Session No. 314 (R)
09.55	Urdu Class: (R)
10.55	Indonesian Service: Riwayat para Sahaba,..
12.05	Tilawat, News
12.35	Learning Spanish: Lesson No.8
13.00	Mulaqat: Huzoor and Urdu speaking guests Rec: 27.01.95
14.05	Bengali Service: Friday Sermon Rec: 05.02.99
15.05	Tarjumatul Quran Class: Lesson No.38 Rec: 25.01.95
16.00	Children's Corner: Guldasta
16.35	Children's Corner: Documentary Part 2 2nd Annual Book Fair, Rabwah
16.55	German Service:
18.05	Tilawat, History of Ahmadiyyat
18.35	Urdu Class:
19.35	Liqa Ma'al Arab: Session No. 324 Rec: 07.10.97
20.35	MTA France: Aurore
21.05	MTA Lifestyle: Al Maidah
21.20	Duree Sameen
21.45	Tarjumatul Quran Class: Lesson No.38 (R)
22.45	Learning Spanish: Lesson No.8 (R)
23.10	Speech: By Dr Abdul Khaliq Sahib

Thursday 14th October 1999
04 Rajab 1420

00.05	Tilawat, Dars ul Hadith, News
00.35	Children's Corner: Guldasta (R)
01.10	Liqa Ma'al Arab: Session No. 324 (R)
02.10	Mulaqat: with Urdu speaking guests (R)
03.15	Urdu Class: (R)
04.05	Learning Spanish: Lesson No.8 (R)
04.35	Dars Malfoozat
04.55	Tarjumatul Quran Class: Lesson No.38 (R)
06.05	Tilawat, News
06.35	Children's Corner: Guldasta (R)
07.10	Sindhi Program: Friday Sermon Rec: 04.12.98
08.15	MTA lifestyle: Al Maidah (R)
08.25	Durre Sameen
08.45	Liqa Ma'al Arab: Session No. 324 (R)
10.00	Urdu Class: (R)
11.05	Indonesian Service:
12.05	Tilawat, News
12.35	Learning Arabic: Lesson No.16
13.00	Tabarukaat: speech by Ch. M. Zafrullah Khan Sb, Jalsa Salana 1968
13.50	Bengali Service: Q/A with Huzoor
15.00	Homoeopathy Class No:74 Rec: 28.03.95
16.05	Children's Corner: Workshop No.2
16.25	Children's Corner: Waqfeen e Nau Orgainsed by MTA Jaranwala
16.55	German Service: History of Islam
18.05	Tilawat, Dars Malfozaat
18.30	Urdu Class
19.40	Liqa Ma'al Arab: Session No.325 Rec:08.10.97
20.45	Speech: by Muzaffar Clarke Sahib
21.05	Quiz: History of Ahmadiyyat, No.9
22.00	Homoeopathy Class No:74 (R)
23.05	Learning Arabic: Lesson No.16
23.20	Urdu Abad Ka Ahmadiyyat Pakistan

Translations for Huzoor's Programmes are available on the following Audio frequencies:
English: 7.02 mhz, Arabic: 7.20 mhz, Bengali: 7.38 mhz, French: 7.56 mhz, German: 7.74 mhz, Indonesian/ Russian: 7.92 mhz, Turkish: 8.10 mhz,

Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (0181) 870 8517
Fax: (0181) 870 1095

Vol. 6 Friday, October 8, 1999 Issue No. 41

حاصل مطالعہ

دوست محمد شاہد۔ مؤرخ احمدیت

پاکستان کے نام نہاد مبلغینِ اسلام

جناب سید سہیم حسن صاحب کے قلم سے ایک عبرت انگیز نوٹ:-

"وہ مسلمان مبلغین ...... جو ...... بیرون ممالک تبلیغ اسلام کے لئے جاتے ہیں ان کا خاص ہدف یورپین ممالک ہی ہوتے ہیں اور اُن کا زیادہ تر قیام یورپ میں برطانیہ میں ہوتا ہے۔ یہ مقامی لوگوں سے چندہ وغیرہ لے کر جاتے ہیں اور جاتے اور آتے وقت اخبارات میں اپنی تصویر مع خبر کے شائع کراتے ہیں تاکہ چندہ دہندگان کو یہ معلوم ہو جائے کہ اب اُن کا پیسہ کام میں استعمال ہونا شروع ہو گیا ہے۔ اس پیسے کا ایک بڑا حصہ یہ اپنی آسائش، قیام وطعام پر خرچ کرتے ہیں جو عموماً ۴ سے ۵ اسٹار ہوٹلوں میں ہوتا ہے۔ وہاں جاکر بھی یہ جس قسم کی تبلیغ کرتے ہیں اگر اُس کا اندازہ ان کے چندہ دہندگان کو ہو جائے تو شاید انہیں چندوں کی ان رقومات سے ہاتھ دھونے پڑیں۔

برطانیہ میں زیادہ تر ان کا موضوع گفتگو فرقہ واریت ہوتا ہے اور وہاں یہ لوگ کافروں کو دائرہ اسلام میں لانا تو کجا بلکہ بہت سوں کو تو اسلام سے خارج کرنے کے فتوے صادر کرکے وطن تشریف لاتے ہیں"۔ (اخبار "جنگ" جمعہ ایڈیشن ۲۴ر فروری ۱۹۸۹ء صفحہ اول)

پاکستان میں میر خلیل الرحمٰن میموریل سوسائٹی کے زیر اہتمام ایک قومی سیمینار کا انعقاد ہوا جس کا موضوع تھا "اکیسویں صدی اور عالم اسلام"۔ سیمینار کی صدارت گورنر پنجاب جناب شاہد حامد نے کی، مذہبی اور سیاسی جماعتوں کے نمائندگان نے خطاب کیا۔ سینیٹر ساجد میر نے کہا عالم اسلام کو نڈر اور جرأت مند قیادت کی ضرورت ہے۔ ارشاد احمد حقانی (سرپرست میر خلیل الرحمٰن سوسائٹی) نے مسلم ممالک کی حالت زار پر روشنی ڈالتے ہوئے اعتراف کیا کہ کسی ایک میں مکمل جمہوری نظام موجود نہیں اور قانون کی حکمرانی کی حالت بھی ناقابل رشک ہے۔ پروفیسر طاہر القادری نے مسلمانان عالم کا مرثیہ ان الفاظ میں پڑھا کہ:

"بد قسمتی سے عالم اسلام عالمِ بے رہنما ہے"

سینیٹر "علامہ" عابد حسین الحسینی سیکرٹری جنرل "شوریٰ وحدت اسلام پاکستان" نے یہ کہہ کر تمام "سرکاری مسلمانوں" کے حقیقی چہرہ کو بے نقاب کر ڈالا کہ:-

"ہم اسلام کا نام تو لیتے ہیں لیکن اسلام ہے کیا ...... اے کاش اسلام کا کوئی خارجی وجود ہوتا اور اسلام خود بتاتا کہ اسلام کیا ہے ...... بد قسمتی سے جو بھی نقص، عیب یا کوتاہی ہے وہ مسلمانوں میں ہے افسوس کہ ہم ابھی تک شریعت بل کو نافذ کرکے اسلام لانے کی بات کرتے ہیں ...... اسلام تو چودہ سو سال پہلے ہی حضور اکرم حضرت محمد ﷺ لا چکے ہیں لیکن اس پر عمل کرنے والے نہیں ہیں ...... کیا ہم نے کبھی سوچا کہ ہم ایسے کام کے کیونکر مرتکب ہوتے ہیں جن کی بنا پر اسلام رسوا ہوتا ہے اور اس بنا پر ہم جہنم میں جائیں گے"۔

(روزنامہ "جنگ" لاہور اشاعت خاص ۲۶ر فروری ۱۹۹۹ء صفحہ ۵)

اے خدائے دوجہان مسلم کو پھر مسلم بنا
پھر یہ منوادے کہ مسلم کا کوئی ثانی نہیں
اپنی پامالی کا یارب ہم کو خود ہے اعتراف
ہم مسلماں ہیں مگر ہم میں مسلمانی نہیں

(رسالہ "صوفی" جولائی ۱۹۲۵ء۔ مقام اشاعت پنڈی بہاؤلدین بحوالہ زجاجہ صفحہ ۱۹۲ مؤلفہ سید طفیل محمد شاہ)

مسی ساگا مسجد پراجیکٹ

(نسیم مہدی۔ امیر و مشنری انچارج کینیڈا)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جب مسجد بیت الاسلام ٹورنٹو کا سنگ بنیاد ۱۹۸۶ء میں رکھا تو مسی ساگا کی لیڈی میئر کے اصرار پر اعلان فرمایا کہ بیت الاسلام کے بعد اس علاقہ کی اگلی مسجد ٹورنٹو کے نواحی شہر مسی ساگا میں تعمیر ہو گی۔ ۱۹۹۲ء میں بیت الاسلام کے افتتاح کے موقعہ پر میئر آف مسی ساگا نے از سر نو اصرار کیا تو حضور نے اپنے اس وعدہ کا دوبارہ اعلان فرمایا۔ اس سارے عرصہ میں متعدد زمینیں اور پراپرٹیز دیکھی جاتی رہیں مگر کوئی موزوں جگہ نہ مل سکی۔ اللہ تعالیٰ نے ہر کام کیلئے ایک وقت مقرر کیا ہوا ہے۔ ۱۹۹۸ء کے آخر میں اچانک ایک پراپرٹی مارکیٹ میں آئی اور خدا تعالیٰ کے فضل سے چند روز میں ہی جماعت، کو اس پر آفر دینے کی توفیق مل گئی۔

یہ پراپرٹی شہر کے عین درمیان میں ایک مشہور ہائی وے کے بالکل قریب اور بہت ہی موزوں جگہ پر واقع ہے اور ہر وہ شخص جسے اس علاقے میں Real Estate کا کچھ تجربہ ہے کے نزدیک ۴ سے ۵ ملین ڈالر اس کی قیمت ہونی چاہئے تھی۔ اس علاقے میں صرف زمین کی مالیت ساڑھے تین تا چار لاکھ ڈالر فی ایکڑ ہے۔ مسی ساگا مسجد کی زمین سوا پانچ ایکڑ ہے۔ ۲۲۵ گاڑیوں کے لئے پختہ (Paved) پارکنگ بنی ہوئی ہے اور ۲۸۰۰۰ مربع فٹ کی خوبصورت اور مضبوط عمارت بنی ہوئی ہے جس میں ایک بہت بڑا ہال، ۴۰ دفاتر جس میں تمام فرنیچر (جو مہنگا اور اعلیٰ کوالٹی کا ہے) شامل ہے۔ علاوہ ازیں ایک بہت بڑا انڈسٹریل کچن (جو بڑے بڑے Walk In فریزرز اور کولرز وغیرہ سے لیس ہے) بھی شامل ہے۔ جس کے ساتھ ۴۰۰/۵۰۰ افراد کے لئے کیفے ٹیریا بھی ہے جو میزوں کرسیوں کے علاوہ اعلیٰ قسم کی کراکری اور کٹلری وغیرہ سے مزین ہے۔ ساری عمارت ائرکنڈیشنڈ ہے اور نہایت اچھی حالت میں ہے۔

ایک عجیب ذوقی نکتہ یہ ہے کہ جب پاکستان میں ہمیں غیر مسلم قرار دیا جا رہا تھا (یعنی ۱۹۷۴ء میں) اس وقت یہ "مسجد" تعمیر ہو رہی تھی اور امسال بیچنے والوں نے قبضہ دینے کی جو تاریخ خود چنی ہے وہ ۲۶ر اپریل تھی (جب ۱۹۸۴ء میں پاکستان میں بدنام زمانہ آرڈیننس ۲۰ جاری ہوا)۔

جماعت احمدیہ کینیڈا نے اس تحریک پر لبیک کہا اور ۲ ملین ڈالر جو اس کی قیمت تھی تین چار ماہ کے قلیل عرصہ میں اکٹھے کئے۔ الحمد للہ۔ دو امور اس تحریک میں ایسے ہیں جس سے جماعت میں غیر معمولی جوش پیدا ہوا:

☆...... یہ بات کہ یہ حضور انور کا وعدہ تھا جو ہم نے بہرحال پورا کرنا ہے۔

☆...... ۱۹۸۶ء سے ہی حضور انور خود اس تحریک میں باقاعدگی سے چندہ بھجواتے رہے اور ۳۰ ہزار ڈالر سے زائد رقم کا گرانقدر عطیہ حضور نے اپنی جیب سے گزشتہ ۱۳ سالوں میں پیش فرمایا۔ اس بات سے بھی جماعت کے افراد نے غیر معمولی طور پر قربانی پیش کی کہ ہمارے آقا تحریک کے بعد مسلسل قربانی کر رہے ہیں اور ہم ابھی تک پیچھے ہیں۔

۲۶ر اپریل ۱۹۹۹ء کو اس پراپرٹی کا قبضہ مل گیا ہے، نمازوں اور میٹنگز کے لئے استعمال شروع ہو گیا ہے، منصوبہ ہے کہ اس عمارت کے بعض حصوں میں ضروری تبدیلیاں کرکے اس عمارت کو مسجد کی شکل دی جائے گی۔ اس پر ابتدائی کام آرکیٹکٹ نے شروع کر دیا ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک

عملیات کے نقصانات

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے عملیات کے ذکر میں فرمایا کہ لوگوں کی بالعموم ادھر توجہ ہوتی ہے اور چاہتے ہیں کہ بے محنت سب کچھ مل جائے۔ یہ بھی ایک جوئے کی قسم ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ طبائع میں جوئے کا میلان ہوتا ہے۔ جس طرح جوا باز بغیر محنت کے روپیہ حاصل کرتا ہے اسی طرح عملیات پڑھنے والے چاہتے ہیں کہ عمل پڑھیں اور فوراً روپیہ مل جائے۔ فرمایا اخبارات میں جو عملیات کے اشتہارات نکلتے رہتے ہیں یہ بہت ہی تباہی کا موجب ہوتے ہیں۔

فرمایا بخارا کی حکومت مسلمانوں سے ان عملیات کی بدولت ہی کھوئی گئی تھی۔ روس نے جب حملہ کیا تو علماء لمبے لمبے بانس لے کر میدان میں آیتیں پڑھتے ہوئے گئے کہ بس ہم جب وہاں پہنچیں گے تو فوراً روسی توپوں کے منہ بند ہو جائیں گے۔ مگر توپوں پر کوئی اثر نہ ہوا۔ اور یہ ھذا سحر عظیم، ھذا سحر عظیم کہتے ہوئے بھاگے۔ عملیات کے باعث کام کرنے کی طاقت ماری جاتی ہے۔ کیمیا بھی انہی عملیات میں داخل ہے۔

حضرت (خلیفہ اوّل) مولوی صاحب فرمایا کرتے تھے کہ ایک شخص کو کسی نے عمل بتایا اور ساتھ ہی یہ بھی کہہ دیا کہ جب یہ عمل کرنے لگو تو بندر کا خیال نہ کرنا۔ اب جب وہ عمل کرنے بیٹھے تو ساتھ ہی بندر کا بھی خیال آ جائے۔ وہ شخص کہے کہ افسوس عمل تو بہت اچھا تھا مگر بندر کا خیال آ جاتا ہے۔ حالانکہ یہ بتانے والے کی شرارت تھی کہ یہ کہا ورنہ بندر کا خیال ایسا خیال نہ تھا جو ہر وقت انسان کے پیش نظر رہتا ہو۔ اس نے عمل کی بیہودگی اور لغویت کو چھپانے کے لئے ایسا کہا تھا کہ اس کا خیال ادھر بٹ جائے۔

ایک فلاسفر کا قول ہے کہ انسان کے دماغ اور بندر کی ایک سی حالت ہے۔ جس طرح بندر ایک جگہ ٹک کر نہیں بیٹھ سکتا اسی طرح انسانی دماغ بھی ایک جگہ ٹک نہیں سکتا۔

(اخبار الفضل قادیان دارالامان۔ ۸ر دسمبر ۱۹۲۱ء صفحہ ۵)

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیْقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔